یا علیؑ مدد

شیعانِ علیؑ
زندہ باد

دشمنانِ علیؑ
مردہ باد

نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کا ثبوت

اور

وضو میں پاؤں پر مسح کرنے کا ثبوت

ہمارے
شعبۂ تبلیغ کی ۱۷ ویں پیشکش

اس رسالہ میں علماء اہلسنت کو دعوت فکر دی گئی ہے کہ اہلسنت کی کتابوں سے انکے خلاف پیش کئے گئے حوالہ جات کی صفائی پیش کریں، اور شیعوں کو برا بھلا کہنے پر اور وکیل آلِ محمدؑ پر قاتلانہ حملے کرنے پر ہی گزارہ نہ کریں

از قلم، شیرِ پاکستان خادم مذہبِ علیؑ

شاہِ مردان وکیلِ آلِ محمدؐ علامہ غلام حسین نجفی فاضل عراق

فہرست مطالب اور مبحث وضوء

دیوبند کی لوح محفوظ میں نماز میں ہاتھ باندھنے اور کھولنے کے بارے بھانت بھانت کے فتوے

میر صاحب کا نماز میں بحالت قیام ہاتھ باندھنے کی مذمت پر نواصب کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غرض تالیف رسالہ ھذا دفاعی اور جوابی کاروائی ہے

ارباب انصاف شیعہ قوم دنیا میں ایک نہایت ہی شریف قوم ہے اور ہمیشہ اس نے اہل اسلام کو دعوت اتحاد و اتفاق دی ہے مگر کچھ معاویہ خیل ملاں مولوی محمد علی بلال کی جیسے ہمیشہ مسلمان بھائیوں کو آپس میں لڑا کر اپنا پیٹ پالتے رہے ہیں۔ ان تحریب کار ملاؤں کے پاس سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے کہ یہ کچھ مسائل فقہیہ کو لے کر اور عبادات کو توڑ موڑ کر شیعوں پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ دور حاضر میں حافظ مولوی محمد علی نے ایک کتاب لکھی ہے بنام شیعہ مذھب یعنی فقہ جعفریہ۔ اور حافظ جی نے اس کتاب میں شیعہ کے وضو اور نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے پر کافی اعتراضات کیئے ہیں موصوف کو اصل دکھ تو اصحاب ثلاثہ کی خلافت کا ہے کہ جسکو شیعہ مذھب والے صحیح تسلیم نہیں کرتے اپنی اس تالیف کا موصوف نے یہ علاج تجویز فرمایا ہے کہ شیعہ لوگ وضوء میں پاؤں کا مسح کیوں کرتے ہیں اور نماز میں بحالت قیام ہاتھ کیوں کھلے رکھتے ہیں میرے محترم قارئین یہ دونوں مسئلے ایسے ہیں کہ اہل سنت دوستوں کی کتابیں ان دو مسئلوں کے جواز کے بارے بھری ہوئی ہیں اس حافظ محمد علی کی بد دیانتی اور خیانت علمی کی انتہاء ہے کہ جو بات اہل سنت کی فقہ میں جائز لکھی ہے اسکو یہ بد دیانت اور خائن ملاں ایک برائی فرض کر کے شیعوں کے سر تھوپ دیتا ہے۔ کیا اس بے ایمانی اور خیانت کی اجازت انکو مذھب اہل سنت دیتا ہے۔ کیا اس بے ایمانی کا سبق انہوں نے سیرت صحابہ سے سیکھا ہے۔ کیا اصحاب بھی تبلیغ دین کرنے میں اس قسم کی چالاکیاں کرتے تھے۔ ارباب انصاف میں نے دیانت داری سے اہل سنت بھائیوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور وضوء میں پاؤں دھونے یا مسح کرنے کی بابت اور نماز میں ہاتھ کھلے یا بندھے رکھنے کی بابت جو کچھ علماء اہل سنت فرماتے ہیں اس کو نہایت دیانت داری سے اس رسالہ میں پیش کر کے برادران اسلام کو دعوت فکر دی ہے وضوء میں پاؤں کا مسح اور نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا سنی مذھب میں بھی جائز ہے اور جب یہ انکے مذھب میں جائز ہے تو پھر مولوی محمد علی کا فرض بنتا تھا کہ اس کی صفائی پیش کرتے مگر افسوس ہے کہ یہ ملاں کچھ کچھ وچ چھری اور تاں غریب واس کا مصداق ہے۔ یہ ملاں صحابہ کرام کا اور خلفاء راشدین کا بد ترین دشمن ہے بلکہ یہ ملاں اللہ کے قرآن کا اور نبی پاک کے فرمان کا بھی سخت دشمن ہے آج اس دور میں جبکہ اہل اسلام آپس میں ملکر ملک میں نفاذ شریعت کے بارے کوشش کر رہے ہیں یہ خائن ملاں اہل اسلام کو آپس

میں اڑانے پر تلا ہوا ہے من میں شیخ فرید اور بغل میں اینٹیں اس کا کاروبار ہے خدا اس کو ذلیل اور رسوا کرے گا سچے کا بول بالا اور جھوٹے کا منہ کالا اگر کسی ناصبی ملاں کو اپنے علم پر غرور ہے تو میرے پیش کردہ حوالہ جات کو بے شک غلط ثابت کرکے مبلغ پچاس ہزار انعام نقد وصول کرے آخر میں حق تعالیٰ سے عاجزانہ دعا مانگتا ہوں کہ میرے اس رسالہ کو وہ اپنی مخلوق کو ہدایت پانے کی توفیق عطا فرمائے

شیر پاکستان خادم مذہب علی شاہ مردان علامہ غلام حسین نجفی فاضل عراق

آخری گذارش علماء دیوبند سے

وہ علامہ صاحبان جو دینی مدارس میں پڑھ کر مشائخ کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں اور پھر اپنے مریدوں کو خوش کرنے کے لیئے شیعان علیؑ کے خلاف کتابیں یا کتابچے لکھتے ہیں اور اپنے علمی غرور میں گردن کو مایہ لگا کر چلتے ہیں وہ متوجہ رہیں کہ انکے علمی غرور کو توڑنے کے لیئے ہم نے مسئلہ وضوء اور نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کے موضوع پر یہ رسالہ لکھ کر تمام اہل اسلام کو دعوت فکر دی ہے۔ اور اپنی ملاں برادری سے اپیل کی ہے کہ حدود انصاف میں رہ کر ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کی صفائی پیش کریں شیعہ کتب میں کیا لکھا ہے وہ اسکو الگ چھوڑیں۔ بقول انکے ناصبی ملاؤں کے شیعہ تو اسلام سے بہت دور ہیں اور تم جنھوں نے اسلام کو جنم دی ہوئی ہے تم بتاؤ کہ شیعہ جس طرح وضوء کرتے ہیں اور نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے ہیں اسکا ثبوت تمہاری کتابوں میں کس طرح آگیا سپاہ صحابہ کے ملاں یہ لکھتے ہیں کہ اگر شیعوں نے کسی کتیا کا دودھ نہیں پیا تو ہمارے اس سوال کا جواب دیں۔ اور ہم شیعہ یہ لکھتے ہیں کہ انجمن سپاہ صحابہ کے علماء نے اگر کسی خنزیرنی کا دودھ نہیں پیا تو ہمیں جواب دیں کہ شیعہ جو کچھ کرتے ہیں وہ تمہاری کتابوں میں کیوں لکھا ہے۔ ارباب انصاف ہم شیعوں کے سچے ہونے کا یہ ٹھوس ثبوت ہے کہ علمی میدان میں ہمارا مقابلہ کرنے سے قوم معاویہ خیل بوکھلا گئی ہے اور اب فسادات پر تلی ہوئی ہے اور ہم شیعہ بھی سخت جان ہیں ہر زمانہ میں ہم نے حالات کا مقابلہ کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں اور آگے چل کر بھی کرتے رہیں گے۔ ہمیں مٹانے والے خود حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔

شیر پاکستان خادم مذہب علی شاہ مردان غلام حسین نجفی فاضل عراق

اہل دیوبند کی گواہی کہ نبی کریم وضو میں پاؤں کا مسح کرتے تھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص ۱۰۳/۵ کتاب الطہارۃ
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ ص ۱۸۷/۱ ذکر تمیم بن زید انصاری
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص ۱۹۹/۱ محمد بن علی شوکانی
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سنن دارقطنی ص ۳۳۰
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۳۰/۱ کتاب الوضو
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المنثور ص ۲۹۲/۲
۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سنن بیہقی ص ج۱ کتاب الطہارۃ ص ۷۳
۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر طبری ص ۸۶ آیت ۶ المائدۃ
۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سنن ابن ماجہ ص ۳۶ الوضوء

عمدہ القاری کی عبارت رفاعۃ ابن رافع عن النبیؐ انہ قال لا یتم صلاۃ لاحد حتی یسبغ الوضوء کما امرہ اللہ تعالیٰ فیغسل وجہہ، ویدیہ الی المرفقین ویمسح برأسہ ورجلیہ الی الکعبین حسنہ ابو علی الطوسی الحافظ وابو عیسیٰ الترمذی وابو بکر البزاز وصححہ الحافظ ابن حبان وابن حزم

ترجمہ:۔ رفاعہ صحابی نبی کریم سے نقل کرتا ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ کامل وضو کے بغیر نماز تمام نہیں کامل وضو حکم الٰہی کے مطابق اس طرح ہے کہ نمازی اپنے چہرے کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے اور سر کا مسح اور پاؤں کا ٹخنوں تک مسح کرے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(نوٹ) ارباب انصاف مذکورہ حدیث رسولؐ کے خلاف قوم معاویہ ڈٹی ہوئی ہے اور وضو میں پاؤں کے مسح کے بجائے انکو دھونا اپنا مذہب بنایا ہوا ہے اور ہم شیعہ مذہب والے قوم معاویہ کی مخالفت کرتے ہیں اور پاؤں کا مسح کر کے خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں ۔

صحیح بخاری کی عبارت	عن عبد اللہ بن عمر قال تخلف النبیؐ عنا فی سفرۃ فادرکنا وقد ارھقنا العصر فجعلنا نتوضؤ ونمسح علی ارجلنا

فنادی ویل للاعقاب من النار

ترجمہ :- ابن عمر کہتا ہے کہ ایک سفر میں نبی کریم ہم سے پیچھے رہ گئے اور نماز عصر کا وقت تنگ ہونے لگا پس ہم وضو کرنے لگے اور ہم نے پاؤں پر مسح کیا : نبی کریم نے فرمایا ایڑیوں کے لئے ویل ہے اگ سے ۔

(نوٹ)

یہ روایت پاؤں پر مسح کرنے کا ٹھوس ثبوت ہے کیونکہ اسلام میں نماز ایک بہت بڑا فریضہ ہے ۔ اور دن رات میں ۵ مرتبہ ادا کیا جاتا ہے اور نبی پاک نے اصحاب کو کئی مرتبہ نماز کے لئے وضو کر کے دکھایا ہے اور اصحاب بھی کوئی بچے یا کند ذہن نہ تھے کہ کئی سال مسلمان ہوئے گذر گئے اور بچاروں کو ابھی تک وضو کا طریقہ سمجھ میں نہ آیا تھا یہ روایت پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ وضو میں اصحاب پاؤں کا مسح کرتے تھے اور نبی کریم نے انکو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے اور منع نہیں کیا ۔ اگر پاؤں کا مسح خلاف شریعت ہوتا تو نبی کریم انکو منع کرتے ۔ البتہ اصحاب نے جلدی میں مسح کیا اور پورا نہ کیا اس لیے حضور نے فرمایا کہ ایڑیوں کے لیے ویل ہے ۔

میں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

سنن ابن ماجہ کی عبارت	رفاعۃ ابن رافع انہ کان جالسا عند النبیؐ فقال انھا لاتتم الصلوۃ لاحد حتی یسبغ الوضوء کما امرہ اللہ

یغسل وجھہ ویدیہ الی المرفقین ویمسح براسہ ورجلیہ الی الکعبین ۔

ترجمہ :- ابن رافع صحابی بیان کرتا ہے کہ وہ نبی کریمؐ کے پاس بیٹھا تھا کہ پاک نبیؐ نے فرمایا کہ کسی کی بھی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک وہ وضو کامل نہ کرے اس طرح جیسے اللہ پاک نے حکم دیا ہے وہ حکم یہ ہے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے اور سر اور پاؤں کا ٹخنوں تک مسح کرے ۔

(نوٹ) ارباب انصاف ہم نے ۱۰ عدد کتب اہل سنت سے ثبوت پیش کر دیا کہ نبی کریم نے وضو میں پاؤں پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے قوم معاویہ کا یہ عذر کہ اس مسئلہ میں حدیثیں مختلف ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ تم وکلا بنو مروان کسی چھوٹی میں چلو بھر پانی ڈال کر ڈوب مریں کیا یہ افسوس کا مقام نہیں ہے کہ تمہارے خلیفے اور اصحاب اتنا بھی نہ کر سکے کہ نبی کریم سے وضو کا صحیح طریقہ سیکھ لیتے ۔ آپکی حدیثیں کیوں مختلف ہیں ۔ وضو کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں ہے کہ جسکی انسان کو کبھی کبھی ضرورت پڑتی ہو بلکہ دن رات میں اسکی پانچ مرتبہ ضرورت پڑتی ہے تف ہے تمہارے راویان حدیث پر اور انکے حافظے پر وضو میں مختلف جو حدیثیں بیان کرتے ہیں جسکی وجہ سے تمہاری کتابوں میں تمہارے علماء پاؤں کے مسح کی بابت بھانت بھانت کے فتوے دیتے ہیں ۔

تمہارا [illegible] صرف شیعوں کی مخالفت ہے [illegible] تعصب کا یہ حال ہے کہ ڈھول کی آواز اسکے پیٹ کے خالی ہونے کی وجہ سے ہے

سنن دار قطنی کی | فلا ادری ما عبت علی من صلاتی فقال رسول اللہ انھا لاتتم صلاۃ احدکم حتی یسبغ الوضوء کما امرہ اللہ فیغسل وجھہ، ویدیہ الی المرفقین ویمسح براسہ ورجلیہ الی الکعبین !

ترجمہ :- ایک شخص کو نبی پاک نے فرمایا کہ تمہاری نماز میں خامی ہے اس نے کہا اے رسول خدا مجھے معلوم نہیں ہے کہ آپ نے میری نماز کیا عیب دیکھا آنجناب نے فرمایا کہ جب تک کوئی شخص حکم خدا کے مطابق وضوء کامل نہیں کرے گا اسکی نماز کامل نہیں ہے پس وضوء میں آدمی اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھوئے اور اپنے سر اور پاؤں کا ٹخنوں تک مسح کرے۔

(نوٹ) مذکورہ دس عدد کتب اہل سنت کے علاوہ بھی کتاب اہل سنت الاصابہ صہ ۲۱۷ ذکر جابر بن عوف میں بھی لکھا ہے کہ ان النبی صلی و مسح علی قدمیہ کہ نبی کریم نے نماز پڑھی اور وضوء میں پاؤں پر مسح کیا۔

علماء اہل سنت کو دعوت انصاف

ارباب انصاف مذکورہ گیارہ عدد کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ وضوء میں نبی کریم پاؤں پر مسح کرتے تھے اور محدث اہل سنت شاہ عبدالعزیز دہلوی پر بہت افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے تحفہ اثنا عشریہ صہ ۲۳ کید نمبر ۸ میں لکھا ہے کہ کسی نے بھی نبی کریم سے پاؤں پر مسح کرنے کی روایت نہیں کی دہلوی محدث نے یہ صاف جھوٹ بول کر اپنے شیخ اوّل کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کاذباً آثماً غادراً خائناً کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اور ایسے لوگوں کے حق میں ہم آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کا حق رکھتے ہیں، اور ہمارے حوالہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ وضوء میں پاؤں پر مسح کر کے شیعہ لوگ نبی کریم کی پیروی کرتے ہیں۔

اہل دیوبند کی گواہی کہ حضرت علیؑ بھی وضوء میں پاؤں کا مسح کرتے تھے

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال صہ ۱۰۸/۵ کتاب الطہارۃ

۲- اہل سنت کی معتبر کتاب سنن البیہقی صہ ۷۵/۱ کتاب الطہارۃ

۳- اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری شرح بخاری صہ ۲۶۶/۱ کتاب الوضوء

۴- اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صہ ۸۴/۲ باب الشرب قائماً

۵- اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر لابن کثیر صہ ۲۳ آیت الوضو

۶- اہل سنت کی معتبر کتاب احکام القرآن لجصاص حنفی صہ ۳۳۶/۲ آیت الوضوء

۷- اہل سنت کی معتبر کتاب اوجز المسالک شرح المواطا لامام مالک صہ ۱۹۶ ذکر الوضوء

۸- اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار صہ ۱۹۸/۱ ذکر وضوء

۹- اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری صہ ۸۲/۱۰ باب الشرب قائماً

تفسیر لابن کثیر کی عبارت | "عن النزال بن سبرۃ قال رأیت علیاً صلی الظہر ثم قعد للناس فی الرحبۃ ثم اُتی بماءٍ فغسل وجھہ ویدیہ ثم مسح براسہ ورجلیہ وقال ھذا وضوء من لم یحدث"

ترجمہ: نزال بن سبرۃ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کی زیارت کی انجناب نے نماز ظہر پڑھی پھر لوگوں کی خاطر میدان کوفہ میں بیٹھ گئے پھر انجنابؑ کی خاطر پانی لایا گیا اور حضورؑ نے وضو فرمایا، پس اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے سر اور پاؤں کا مسح کیا، اور فرمایا کہ یہ وضوء ہے اُس شخص کا جو لم یحدث کرنے کے کاموں میں بدعت پیدا نہ کرے۔

احکام القرآن للجصاص کی عبارت | اَنَّ علیاً دعا بکوزٍ من ماءٍ فغسل یدیہ وذراعیہ ومسح بِرأسہ ورجلیہ وقال ھکذا رایت رسول اللہ فعل۔

ترجمہ :- راوی بیان کرتا ہے کہ نماز کی خاطر وضو کے لیے حضرت علیؑ نے پانی کا کوزہ منگوایا پس اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر اور پاؤں کا مسح فرمایا اور پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آنجناب نے اسی طرح وضو فرمایا ہے۔

صحیح بخاری کی عبارت ص۲۹ | "کتاب الاشربہ باب الشرب قائماً عن علیؑ بن ابی طالب .... ثم اُتی بماءٍ فشرب وغسل وجہہ ویدیہ وذکر رأسہ ورجلیہ"

ترجمہ :- راوی کہتا ہے کہ وضو کی خاطر حضرت علیؑ کے لیے پانی لایا گیا پس آنجنابؑ نے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا پھر راوی نے سر اور پاؤں کا ذکر کیا:

نوٹ :- اس جگہ یا راوی نے یا امام بخاری نے ذیلی مسئلہ میں ڈنڈی ماری ہے کیونکہ حضرت علیؑ نے سر اور پاؤں کا مسح کیا تھا لیکن پاؤں کا مسح دیانت داری سے لکھنا بخاری یا راوی کیلئے زہر کا گھونٹ تھا۔ اسی لیے مسح کے بجائے یوں لکھ دیا کہ پاؤں اور سر کا ذکر کیا۔ مگر انکی گڑبڑ کا صاحب فتح الباری نے پردہ چاک کر دیا ہے۔

فتح الباری کی عبارت ص۸۲ ج۱ | "وکذالک عند الطیالسی فغسل وجہہ ویدیہ ومسح علی رأسہ ورجلیہ ومثلہ فی روایۃ عمر بن مرزوق عند الاسماعیلی ویؤخذ منہ انّہ فی الاصل ومسح علی رأسہ ورجلیہ وانّ آدم توقف فی سیاقہ فعبّر بقولہ وذکر رأسہ

ترجمہ :- شارح بخاری ابن حجر بخاری شریف کی مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ طیالسی میں اس طرح ہے کہ حضرت علیؑ نے وضو اس طرح کیا کہ اپنے منہ اور ہاتھوں کو

دھویا اور اپنے سر اور پاؤں پر مسح کیا۔ اور اسماعیلی کے نزدیک بھی عمر بن مرزوق کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت علیؑ نے سر اور پاؤں کا مسح فرمایا۔ البتہ آدم راوی کے پیٹ میں کچھ مروڑ تھے، اس نے حدیث میں پاؤں کے مسح کرنے کا ذکر میں توقف اور خیانت کی ہے۔

نوٹ :- حضرت علیؑ کا وضو میں پاؤں کا مسح کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے اور اس کا اقرار شارح بخاری ابن حجر بیچارے نے کر ہی لیا ہے مگر چونکہ قوم معاویہ کے ناراض ہونے خطرہ تھا اس لئے۔ اپنے پیر معاویہ کی طرح ایک چالاکی کر کے اپنے آپکو بچا لیا ہے اور حقیقت حال کتب اہل سنت سے ہم آپکے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نیل الاوطار اور فتح الباری کی عبارت | ولم یثبت عن احد من الصحابۃ خلاف ذالک الا عن علیؑ وابن عباس وانس وقد ثبت عنہم الرجوع عن ذالک۔

ترجمہ :- وضو میں پاؤں دھونے کی بابت صحابہ میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا مگر حضرت علیؑ اور عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک وضو میں پاؤں کے مسح کرنے کو فرض جانتے تھے اور اس فتوے سے انکار رجوع کرنا ثابت ہے

وکلا بنو مروان کو وضو میں پاؤں کے مسح کی بابت

دعوت فکر

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب کی ذات گرامی ایک ایسی پاکیزہ ہستی ہیں کہ تمام اہل اسلام کا آنجناب کی صداقت وسچائی پر اتفاق ہے اور میں نے اپنی کتاب بغاوت معاویہ درجواب خلافت معاویہ میں یہ

ثابت کیا ہے ۴۴ عدد کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ نبی کریم نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں فرمایا کہ ،، اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا ،، کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اسکا دروازہ ہے ۲۰-۱۹ عدد کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ کی شان میں فرمایا تھا کہ ،، علیؑ مع الحق والحق مع العلیؑ ،، حیث کان کہ ہمیشہ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے اور ۱۵ عدد کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ نبی پاکؐ نے حضرت علیؑ کی شان میں فرمایا تھا کہ ،، علیؑ مع القرآن والقرآن مع العلیؑ ،، کہ ہمیشہ علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے تفصیل کیلئے کتاب بغاوت معاویہ کی طرف رجوع کیا جائیے ۔ نیز تفسیر کبیر میں بسم اللہ کی تفسیر میں امام اہلسنت فخرالدین رازی نے لکھا ہے کہ نماز میں بسم اللہ کو اصحاب دل میں اور حضرت علیؑ بلند آواز سے پڑھتے تھے چونکہ حدیث ہے ،، علیؑ مع الحق ،، اس لیئے اس اختلافی مسئلہ میں بھی حق علیؑ کے ساتھ ہے ۔

ارباب انصاف آپ بھی توجہ فرمادیں ،،

ارباب انصاف خدا آپکو سلامت رکھے ، امیرالمومنین حضرت علیؑ کا وضو میں پاؤں کا مسح کرنا ہم نے کتب اہل سنت سے آپکے سامنے ثابت کردیا اور آنجناب کا ہمیشہ حق پر ہونا اور ہمیشہ قرآن کے ساتھ ہونا ، اور باب مدینۃ العلم ہونا ثابت کردیا ۔ اور جب حضرت علیؑ کا وضو میں پاؤں کا مسح کرنا ثابت ہو گیا ۔ تو اسی سے نبی کریمؐ کا بھی وضو میں پاؤں کا مسح کرنا ثابت ہو گیا ۔ کیونکہ حضرت علیؑ پہلے نمازی ہیں جنہوں نے نبی کریمؐ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کی اور نبی کریمؐ کی تمام زندگی میں حضرت علیؑ نبی کریمؐ کے ساتھ رہے ۔ اور

یہ بات سفید جھوٹ ہے کہ نبی کریمؐ تو پاؤں کو دھوتے تھے اور حضرت علیؑ نبی کریمؐ کی معاذ اللہ مخالفت میں پاؤں پر مسح کرتے تھے ، نیز یہ بات بھی سفید جھوٹ ہے کہ حضرت علیؑ نے تمام زندگی نبی پاک کو کبھی وضو کرتے ہوئے نہیں دیکھا اس لیئے حضرت مسح کرتے تھے ۔ اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ حضرت علیؑ کو پاؤں کے مسح یا دھونے کی بابت صحیح حکم معلوم نہ تھا جب صحابہ نے بتایا یا خود حضرت نے انکو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مسح جائز نہیں ہے بلکہ دھونا فرض ہے اگر مذکورہ احتمالات کو صحیح مان لیا جائے تو اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ معاذ اللہ نبی کریمؐ نے پہلے نمازی کو بھی صحیح طریقہ سے وضو کی تعلیم نہیں دی تھی اور انکی شان میں معاذ اللہ غلطی سے یہ کہا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے علیؑ حق کے ساتھ ہے علیؑ مدینہ العلوم کا در ہے ۔ جس کو علوم نبوت کی ضرورت ہے وہ علی کے در پر آئے

نتیجہ بحث اور وکلاء معاویہ کو مزید دعوت فکر

ارباب انصاف شارح بخاری ابن حجر کا یہ رپوٹ پیش کرنا کہ حضرت علیؑ پہلے تو پاؤں کا وضو میں مسح کرتے تھے پھر اس اجتہاد سے رجوع کیا اور پاؤں کا وضو میں دھونا شروع کیا یہ رپوٹ بالکل اسکی مکاری اور عیاری ہے اور قوم معاویہ کی خوشنودی منظور ہے ۔ اس ابن حجر سے چھکے چھڑے شارح بخاری اور محدث ہونے کا دم چھلا لگا ہوا ہے ۔ کوئی پوچھے کہ حضرت علیؑ نے پاؤں پر مسح کرنے سے کب رجوع کیا یہ رجوع نبی کریمؐ کی وفات کے بعد ہوا ہے اگر یہ درست ہے تو اس شارح بخاری نے نبی کریمؐ اور حضرت علیؑ دونوں کی توہین کی ہے کیونکہ

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ نبی کریمؐ کے ساتھ "معاذاللہ" غلط وضو کے ساتھ نماز پڑھتے رہے اور نبی کریمؐ کی اس پہ توہین ہے کہ آنجناب نے معاذاللہ ایسے آدمی کو باب مدینۃ العلم اور علیؑ مع القرآن اور علیؑ مع الحق، کے اعزازات دیئے جو وضو بھی صحیح طریقے سے نہیں جانتا تھا اور حضرت علیؑ اور نبی کریمؐ کی توہین کرنے والا یقیناً کافر ہے ،، اور اگر حضرت علیؑ نے پاؤں پر مسح کرنے سے نبی کریمؐ کی زندگی میں رجوع کیا تھا تو پھر کوفہ میں پاؤں پر مسح کر کے کیوں دکھایا اور یہ کیونکر فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہؐ بھی وضو کرتے تھے، حضرت علیؑ نبی کریمؐ کی زندگی میں کوفہ نہیں آئے بلکہ نبی پاکؐ کی پاک کی زندگی میں تو کوفہ شہر آباد بھی نہیں ہوا تھا، نتیجہ یہ نکلا کہ معاذ اللہ حضرت علیؑ نے غلط بیانی کی ہے ارباب انصاف یہ ابن حجر شارح بخاری ایسا نادان ہے اور امیر معاویہ کی محبت میں ایسا اندھا ہے کہ اس بدھو کو نبی کریمؐ اور حضرت علیؑ کی عزت کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔

"حب علی رحمۃ اللہ اور بغض علیؑ لعنۃ اللہ"

ابن عباس اور دیگر صحابہ بھی وضو میں پاؤں کا مسح کرتے تھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر سنن ابن ماجہ صہ ۳۹ کتاب الوضو
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سنن بیہقی صہ ۴۲/۱ کتاب الطہارۃ
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفاء صہ ۵/۴ المائدہ آیت وضوء
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر لابن کثیر صہ ۲۵
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر طبری صہ ۹۲/۹ آیت وضوء
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صہ ۱۹/۲ آیت وضوء
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن صہ ۵۳ پ آیت وضوء
۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر صہ ۱۹/۲۶ آیت وضوء
۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر الدر المنثور صہ ۲۹۲/۲ آیت
۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال صہ ۱۰۳/۵
۱۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری صہ ۲۹۹ کتاب الوضوء
۱۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری صہ ۹۵۶/۱

ابن ماجہ کی عبارت | قال ابن عباس ان الناس ابواۃ الغسل ولا احد فی کتاب اللہ الا المسح،

ترجمہ:۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ تحقیق لوگ پاؤں کے دھونے پر ڈٹے ہوئے ہیں اور قرآن میں ہمیں وضو میں پاؤں کے مسح کا حکم ملتا ہے

ابن کثیر کی عبارت | عن ابن عباس قال الوضو غسلتان ومسحتان، وعن النبی قال نزل القرآن بالمسح والسنۃ الغسل،

ترجمہ:۔ عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وضو میں دو اعضاء کا دھونا ہے اور

دو کا مسح کرنا ہے۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ قرآن میں وضو میں پاؤں پر مسح کرنے کا حکم اترا ہے۔

عمدۃ القاری کی عبارت | عن ابن عباس ھما غسلتان ومسحتان وعنہ امر اللہ بالمسح وابی الناس الا الغسل :۔

ترجمہ :۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وضو میں دو اعضاء کا دھونا ہے اور دو کا مسح ہے۔ اللہ نے مسح کا حکم دیا اور لوگوں نے اللہ کی مخالفت کرتے ہوئے دھونا شروع کر دیا۔

تفسیر طبری کی عبارت | عن الشعبی نزل جبرئیل بالمسح ثم قال الا تری ان التیمم ان یمسح ما کان غسلا ویلغی ما کان مسحا؟

ترجمہ :۔ امام اہل سنت حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ جبرائیل وضو میں پاؤں کے مسح کا حکم لیکر اترے ہیں، پھر انہوں نے فرمایا کہ اسکی دلیل یہ ہے کہ تیمم میں انہی دو اعضاء کو مسح کیا جاتا ہے جن کو وضو میں دھویا جاتا ہے۔ اور ان دو اعضاء کو چھوڑ دیا گیا ہے جن پر وضو میں مسح کیا جاتا تھا۔

سنی علماء کا فیصلہ کہ اختلاف کی صورت میں قول ابن عباس معتبر ہے

کتاب اہل سنت تفسیر اتقان صـ۲۱/۲ نوع ۸۰ میں لکھا کہ ان تعارضت اقوال جماعۃ من الصحابۃ فان امکن الجمع فذالک وان تعذر قدم ابن عباس لان النبی بشرہ بذالک حیث قال اللھم علمہ التاویل

ترجمہ :۔ اگر کسی مسئلہ میں جماعت صحابہ میں اختلاف ہو جائے تو جمع ممکن ہو تو یہ بہتر ورنہ عبداللہ بن عباس کے فرمان کو لیا جائے کیونکہ انکے حق میں نبی کریم نے دعا فرمائی تھی کہ خدایا انکو علم تاویل عطا کر۔

(نوٹ) ارباب انصاف ابن عباس بھی دوسرے صحابہ کے ساتھ وضو میں پاؤں پر مسح کرتے تھے اور انکا یہ عمل سب صحابہ کے منہ پر طمانچہ ہے۔

لوگوں کو پاؤں دھونے پر مجبور کرنا حجاج اور امیر عمر کی بدعات سے ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا صـ۳۰۵/۲ رسالہ فقہ عمر سے ذرا قبل
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر الدر المنثور صـ۲۹۲/۲ آیت وضو
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر صـ۲۵/۲ آیت وضو
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر طبری صـ۸۲/۲ المائدہ آیت ۹
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سنن بیہقی صـ۷۲/۱ کتاب الطہارۃ ذکر وضو
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح البخاری صـ۹۸/۱ کتاب الوضو

ازالۃ الخفاء کی عبارت | وبسیارے از مسائل ہست کہ احادیث مختلف می شود و حضرت فاروق تطبیقے مقرر کردہ البتہ تابع ہما تطبیق

می شود، چنانچہ در مسئلہ فسخ حج بعمرہ ومسئلہ غسل قدم ومسئلہ متعہ ومسئلہ صرف۔ ترجمہ : اور بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ حدیثوں سے انکا حکم ایک دوسرے سے مختلف نکلتا ہے اور حضرت فاروق نے ایک تطبیق کی صورت نکال دی ہے اور سب مجتہدین اسی تطبیق میں عمر کے تابع ہو جاتے ہیں جیسا کہ عمرہ کے ساتھ فسخ حج کے مسئلہ میں اور پاؤں کے دھونے کا مسئلہ اور متعہ کا مسئلہ اور بیع صرف کا۔

الدر المنثور کی عبارت | فقال عمر یا سعد انا لا ننکر ان رسول اللہ مسح ولکن ھل مسح منذ انزلت سورۃ المائدۃ،

ترجمہ :۔ امیر عمر نے سعد صحابی سے کہا کہ ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ نبی کریم

نے وضوء میں پاؤں پر مسح فرمایا ہے مگر آپ یہ فرما دیں کہ سورۃ المائدہ کے نزول کے بعد کیا نبی پاک نے مسح کیا ہے، (نوٹ) ازالۃ الخفاء میں تفصیل و درمنثور میں اشارہ ہے کہ اہل سنت میں وضوء میں پاؤں پر مسح کرنے یا دھونے میں سخت اختلاف ہے، اور اس اختلاف کو نہ ہی رسول خدا اور نہ ہی ابوبکر صاحب ختم کر سکے، بقول اہل سنت وضوء کے بارے خصوصاً پاؤں کے دھونے یا مسح کے بارے حضرت عمر نے اپنی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کو پاؤں دھونے پر مجبور کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح چار تکبیر جنازہ جاری کرنا حضرت عمر کی بدعت ہے اسی طرح وضوء میں، پاؤں دھونے پر مجبور کرنا یہ بھی حضرت عمر کی بدعت ہے۔

پاؤں دھونے کے مسئلہ پر حجاج ناصبی نے بہت زور دیا ہے

ازالہ اور درمنثور کے علاوہ۔ باقی مذکورہ چار کتب میں یوں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حجاج بن یوسف ناصبی نے اپنی ایک تقریر میں پاؤں دھونے کے مسئلہ پر بہت زور دیا۔ جب اس امر کی اطلاع حضرت انس کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ حجاج جھوٹ بولتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں کا اور اس حجاج کے ناصبی ہونے کا اعتراف شاہ عبدالعزیز محدث نے اپنے تحفہ ص ۹۲ کید ۶ میں اور ابن تیمیہ ناصبی نے منہاج السنہ ص ۲۴۸ میں کیا ہے۔

محدث دہلوی نے مسئلہ وضوء میں اپنے باپ کو جھوٹا قرار دیا ہے

امام اہل سنت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے تحفہ بحث وضوء ص ۲۱ کید ص ۸ میں کچھ ایسا پریشان ہوا ہے کہ شیعوں کو جھوٹا بناتے بناتے اپنے باپ، شاہ ولی اللہ کو جھوٹا بنا دیا ہے نمونہ کے طور پر محدث دہلوی کے چند جھوٹ پیش کر کے ہم عالم اسلام کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔

پہلا جھوٹ محدث دہلوی نے اپنے تحفہ کید نمبر ۸ میں لکھا ہے کہ کسی نے بھی پاؤں کے مسح کرنے کی نبی کریمؐ سے حدیث نقل نہیں کی: اور ہم شیعہ کہتے ہیں کہ محدثین اہل سنت نے پاؤں پر مسح کرنے کی حدیثیں نقل کی ہیں اور حوالہ جات اسی بحث میں دیکھیں نیز محدث دہلوی کے باپ نے ازالۃ الخفاء کی مذکورہ عبارت میں گواہی دی ہے کہ پاؤں پر مسح کی بابت حدیثیں مختلف ہیں بعض میں پاؤں کا مسح آیا ہے البتہ امت محمد نے ان کو دھونے پر حمل کیا ہے پس یا تو محدث دہلوی جھوٹا ہے اور یا اس کا باپ شاہ ولی اللہ جھوٹا ہے پھر آگے چل کر محدث دہلوی خود اپنے آپ کو بھی جھٹلاتا ہے تحفہ ص ۱۲۵ میں لکھتا ہے کہ بعض ضعیف روایات میں ہے کہ عباد بن تمیم نے نبی کریم سے پاؤں کا مسح نقل کیا ہے، سچ ہے کہ دروغگورا حافظہ نباشد مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ

دوسرا جھوٹ

محدث دہلوی نے شیعوں کی طرف نسبت دی ہے کہ یہ صرف دعوٰی کرتے ہیں کہ بعض صحابہ بھی مسح کے قائل تھے۔ ہم شیعہ کہتے ہیں کہ دہلوی دجال کی یہ بے حیائی اور سفید جھوٹ ہے حوالہ جات کتب اہل سنت سے ہم نے پیش کر دیئے ہیں کہ خود اہل سنت نے انس بن مالک اور ابن عباس سے مسح پاؤں کا نقل کیا ہے۔

تیسرا جھوٹ

محدث دہلوی کہتا ہے کہ سوائے ابن عباس کے کسی صحابی سے پاؤں کا مسح بطریق صحیح منقول نہیں ہے ہم شیعہ کہتے ہیں کہ دہلوی دجال کی یہ بھی بے حیائی اور سفید جھوٹ ہے حوالہ جات گذر چکے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام بھی پاؤں پر مسح کرتے تھے کیا حضرت علیؑ کی صحابیت سے دہلوی کو انکار ہے۔

چوتھا جھوٹ

محدث دہلوی کہتا ہے تحفہ ص ۲۵ کہ شعبی اور عکرمہ کی طرف پاؤں پر مسح کی نسبت جھوٹ ہے ہم شیعہ کہتے ہیں کہ دہلوی دجال کی یہ بھی بے حیائی اور سفید جھوٹ ہے کیونکہ حوالہ جات گذر چکے کہ خود اہل سنت نے نقل کیا ہے کہ عکرمہ اور شعبی پاؤں پر مسح کرتے تھے۔

پانچواں جھوٹ

محدث دہلوی نے کہا ہے کہ شیعہ کہتے ہیں محمد بن جریر ابی جعفر طبری مسح اور دھونے میں تخییر کا قائل رہا ہے۔ ہم شیعہ کہتے ہیں کہ دہلوی دجال کی یہ بھی بے حیائی اور جھوٹ ہے کیونکہ دس عدد کتب اہل سنت سے حوالہ جات موجود ہیں کہ وہی ابی جعفر محمد بن جریر طبری تخییر کا قائل تھا بہت مشہور ہے کہ سچے دا بول بالا اور جھوٹے دا منہ کالا

دہلوی دجال کے منہ پر جھوٹ کی سیاہی قیامت تک رہیگی۔

وضو میں پاؤں کے حکم کے بارے قوم معاویہ کے بھانت بھانت کے فتوے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب	عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۶۵۵/۱ ذکر وضو
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب	تفسیر کبیر ص ۳۷۰/۳ آیت وضو
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب	تفسیر خازن ص ۱۶/۲ آیت وضو
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب	تفسیر غرائب القرآن ص ۵۳ آیت وضو
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب	نیل الاوطار ص ۱۹۸ ذکر وضو
۶۔ اہل سنت کی کتاب معتبر	
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب	اشعۃ اللمعات ص ۲۲ ذکر وضو
۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب	میزان الکبریٰ للشعرانی ص ۱۱۱
۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب	رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ ص ۹

آدمی کو اختیار ہے چاہیئے پاؤں پر مسح کرے یا دھوئے

عمدۃ القاری کی عبارت | اما وظیفۃ الرجلین ففیھا اربعۃ مذاہب: الثالث ھو مذھب الحسن البصری ومحمد بن جریر الطبری، وابی علی الجبائی انہ مخیر بین المسح والغسل

ترجمہ: وضو میں پاؤں کا حکم اس میں چار مذاہب ہیں تیسرا مذہب امام اہل سنت حسن بصری اور امام اہل سنت محمد بن جریر طبری اور امام اہل سنت ابو علی جبائی کا ہے کہ آدمی کو اختیار ہے کہ پاؤں کا مسح اور دھونے میں سے ایک کو اپنائے۔ بارباب انصاف وضو کی ضرورت دن رات میں پانچ مرتبہ ہے اور جس مذہب کے مسلمین علماء پاؤں کے دھونے یا مسح کے بارے صحیح فیصلہ نہ کر سکے وہ ابوبکر کی خلافت کا کس طرح فیصلہ کرینگے۔

پاؤں پر مسح بھی کرے اور پھر دھو بھی لے

تفسیر کبیر کی عبادت | وقال جمهور الفقهاء والمفسرين فرضهما الغسل وقال داؤد الاصفهانی يجب الجمع بينهما وقال الحسن البصری ومحمد بن جرير الطبری المكلف مخير بين المسح والغسل ۔

ترجمہ :۔ علماء اہل سنت کچھ تو کہتے ہیں کہ پاؤں کو وضو میں دھویا جائے اور امام اہل سنت داؤد الاصفہانی فرماتے ہیں کہ دونوں کام کرے دھوئے بھی اور مسح بھی کرے ۔ پلے نہیں دھیلہ تے کردی اے میلہ میلہ ۔

میر صاحب کا فتویٰ کہ ایک کو دھولے اور ایک پاؤں کا مسح کرے

بیان :۔ ہمارے ایک دوست میر صاحب تھے جنکے ساتھ اختلافی مسائل پر بات چیت ہوتی تھی وہ بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے ایک دن وضو کی بحث پر فرمانے لگے کہ بھائی پاؤں کی بابت چار فتوے تو پہلے سے موجود ہیں ۱۔ دونوں پاؤں کا مسح کرنا ۲۔ دونوں کا دھونا ۳۔ دونوں فرض دھونا بھی اور مسح بھی ۴۔ دونوں میں اختیار اب ایک فتوے کی گنجائش ہے وہ ہماری طرف سے قبول فرما دیں کہ ۵۔ وضو میں ایک پاؤں کو دھوئے اور ایک پاؤں کا مسح کرے، تاکہ خدا تعالیٰ اور رسول پاک ۔ اور صحابہ کرام اور اہل بیت رسولؐ سب خوش ہو جائیں ۔ میں نے کہا کہ پھر آپ نماز میں ایک ہاتھ باندھ لیں اور ایک کھول لیں ۔ ارباب انصاف جن سنی علماء نے وضو میں صحیح فیصلہ نہیں ہو سکا ان بچاروں سے خلافت ابوبکر کے بارے بھی صحیح فیصلہ ناممکن ہے

وضو میں پاؤں کے مسح کے بارے آیئے قرآن پاک پر فیصلہ کرتے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ المائدہ آیت

ترجمہ :۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب کھڑے ہو تم واسطے نماز کے پس دھوؤ منہوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو سروں اپنوں کو اور پاؤں اپنوں کو ٹخنوں تک ترجمہ شاہ رفیع الدین سنی مطبع اسلامیہ لاہور حسب الارشاد ملک غلام محمد تاجر کتب بازار کشمیری لاہور

حسبنا کتاب اللہ کے دعویداروں کو دعوت انصاف"

کتاب الٰہی کا یہ فیصلہ ہے کہ وضو میں پاؤں کا مسح کیا جائے اور تقریر استدلال یہ ہے ۔ کہ دو اعضاء کو دھونا فرض تھا اللہ پاک نے اسکو اس طرح بیان فرمایا "فاغسلو وجوهكم وايديكم الى المرافق" کہ دھو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور دو اعضا کا مسح کرنا ضروری تھا، اسکو یوں بیان کیا "وامسحو برؤسكم وارجلكم الى الكعبين" مسح کرو اپنے سروں کا اور پاؤں کا ٹخنوں تک اور یہ مطلب ایسا روشن ہے کہ کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے اس پر کوئی اشکال و اعتراض بھی نہیں ہے "اور اگر کوئی غیر مسلم عربی دان ان الفاظ کو پڑھے یا غیر متعصب مسلم عربی دان ان الفاظ کو پڑھے تو اسکے ذہن میں مذکورہ معنی کا ہی تبادر ہوگا اور

علم اصول کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ تبادر علامت حقیقت ہے پس معلوم ہوا کہ مذکورہ معنی ہی آیت وضوء کا حقیقی معنی ہے۔ اور اس سے پتہ چلا کہ چہرے اور ہاتھوں کو دھونا ہے اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا ہے، نبی کریم اور حضرت علیؑ اور صحابہ کرام کا عمل کرنا بھی کتب اہل سنت سے ثابت ہے، پھر نا معلوم اہل سنت کو کیا مجبوری ہے کہ پاؤں کے مسح میں انہوں نے اللہ کے قرآن کو اور رسول اللہ کے فرمان کو اور صحابہ ذی شان کو چھوڑ دیا ہے اور آنکھیں بند کر کے حضرت امیر عمر کے پیچھے لگ گئے اگر کسی شخص کا وضوء قرآن کے مطابق نہ ہو تو وضوء باطل ہوگا تو اسکی نماز باطل ہوگی پس جو لوگ وضوء میں پاؤں کا مسح نہیں کرتے اور قرآن پاک کی مخالفت کرتے ہیں انکی نماز باطل ہے کیونکہ جب وضوء صحیح نہیں ہے تو نماز بھی صحیح نہیں ہے۔

شیعوں کا یہ عمل کہ وضو میں پاؤں کا مسح کرتے ہیں قرآن سے ثابت ہے

بیان :۔ وامسحوا برؤسکم وارجلکم، شیعہ یہ کہتے ہیں امسحوا فعل امر ہے اور صیغہ جمع مذکورہ مخاطب کا ہے اور انتم اسکا فاعل ہے۔ برؤسکم میں ب جارہ ہے۔ روس مضاف اور کم مضاف الیہ ہے، اور یہ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور ہے ب جارہ کا اور جار مجرور مل کر متعلق ہے، فعل امسحوا کے اور برؤسکم مفعول ہے امسحوا کا، وارجلکم میں واو عاطفہ ہے ارجل مضاف ہے کم مضاف الیہ ہے یہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ہے برؤسکم پر اور برؤسکم معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول ہے امسحوا کا اور جب یہ دونوں مفعول بنے امسحوا کے تو ترجمہ یہ ہوا۔

تم مسح کرو اپنے سروں کا اور اپنے پاؤں کا پس شیعوں کا یہ عمل کہ وضوء میں پاؤں کا مسح کرنا فرض ہے قرآن پاک سے ثابت ہوگیا، کیونکہ علم اصول کا اٹل فیصلہ ہے کہ صیغہ امر کا حقیقی معنی وجوب ہے اور جو واجب ہے وہی فرض ہے۔

ضروری وضاحت ملاحظہ ہو

ہم نے اپنے بیان اور تحریر میں ارجلکم کی "ل" کے نیچے زیر لکھی ہے اور اس "ل" کو زیر کے ساتھ پڑھنا صحیح اور درست ہے، کیونکہ اہل سنت دوستوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ ارجلکم کی لام کے نیچے زیر پڑھنا درست ہے اور اسکا ثبوت کتب اہل سنت سے پیش کر کے ہم عالم اسلام کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔

اہلسنت کا اقرار کہ ارجلکم کے لام کے نیچے زیر پڑھنا درست ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر صـ ۳۷۰/۳ آیت وضوء
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن صـ ۵۳ المائدہ آیت
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر جامع البیان صـ ۱۵۹/۱ آیت وضوء
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صـ ۱۹/۲ آیت وضوء
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ صـ ۳۲ کید ۸
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب۔ منہاج السنۃ صـ ۱۵۲/۲ طبع مصر۔

تفسیر کبیر کی عبارت	حجۃ من قال بوجوب المسح مبنی علی القراءتین المشہورتین فی قولہ وارجلکم فقرا ابن کثیر وحمزۃ وابوعمرو وعاصم فی روایۃ ابی بکر عنہ بالجر

فنقول اما القراءة بالجر فهي تقتضي كون الارجل معطوفة على الرؤس فكما
يجب المسح في الرؤس فكذلك في الارجل۔

ترجمہ:۔ جو لوگ وضوء میں پاؤں کے مسح کو واجب کہتے ہیں انکی دلیل اللہ تعالیٰ کے قول وارجلکم میں دو قرائت مشہور پر قائم ہے۔ ابن کثیر اور حمزہ اور عمرو اور عاصم نے نیا بروایت ابی بکر ارجلکم کو جر یعنی لام کی زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور یہ قرائت دلالت کرتی ہے کہ ارجلکم کا عطف روسکم پر ہو، پس جس طرح سر کا مسح کرنا واجب ہے اسی طرح پاؤں کا مسح بھی واجب ہے۔

منہاج السنہ کی عبارت | وھذہ الایۃ فیہا قراءتان مشہورتان الخفض والنصب ... وفی الجملۃ فالقرآن لیس فیہ نفی ایجاب الغسل بل فیہ ایجاب المسح

ترجمہ:۔ احمد بن عبدالحلیم المشہور ابن تیمیہ ناصبی کہتا ہے کہ آیت وضوء میں دو قرائت مشہور ہیں۔ ارجلکم کی لام پر زبر اور لام پر زیر، اور فی الجملہ قرآن پاک میں پاؤں دھونے کے وجوب کی نفی نہیں ہے بلکہ پاؤں پر مسح کرنے کا وجوب نکلتا ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت | در قرآن مجید در آیۃ وضوء باجماع فریقین ہر دو قرائت متواتر و صحیح و درست آمدہ نصب ارجلکم و جر آن۔

ترجمہ:۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی امام اہل سنت لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں آیت وضوء میں شیعہ سنی کا اجماع ہے کہ دونوں قرائت کہ ارجلکم کی لام پر زبر اور زیر دونوں صحیح اور درست اور متواتر ہیں۔

نتیجہ بحث

قانون نحوی کی روشنی میں اور سات قراءات اور قرائت اہل بیت رسولؐ کی روشنی میں ارجلکم کی لام کے نیچے زیر پڑھنا صحیح اور درست ہے: اور ارجلکم کا عطف کرنا امسحوا برؤسکم پر بھی صحیح اور درست ہے جب ارجلکم کی لام کے نیچے زیر بھی درست ہے۔ اور اسکا برؤسکم پر عطف بھی درست ہے۔ تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وضوء میں پاؤں پر مسح کرنا ہی صحیح ہے اور دھونا غلط ہے۔ اور اگر ارجلکم کی لام پر نصب پڑھا جائے تو بھی وضوء میں پاؤں کا مسح کرنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ نصب کی صورت میں اس کا عطف ہے، برؤسکم کے محل پر اور قانون ہے کہ اگر فعل متعدی ہو حرف جر کے ساتھ تو حرف کا معمول مفعول واقع ہوتا ہے۔ پس برؤسکم ب حرف جر کی وجہ سے لفظاً مجرور ہے اور محلاً منصوب ہے۔ اور ارجلکم کی لام پر اگر زبر بھی پڑھی جائے اس کا عطف ہے روسکم کے محل پر اور جس طرح " روسکم امسحوا کا مفعول ہے اسی طرح ارجلکم بھی امسحوا کا مفعول ہے۔ جب یہ دونوں امسحوا کا مفعول بنے تو ترجمہ آیت کا یہ بنا کہ مسح کرو تم اپنے سر کا اور اپنے پاؤں کا ٹخنوں تک: پس دونوں قراءات کی روشنی میں پاؤں کا مسح کرنا وضوء میں قرآن پاک سے ثابت ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیعوں کا مذہب وضوء میں قرآن مجید کے مطابق ہے۔ اور قوم معاویہ خبیل کا مذہب قرآن کے مخالف ہے اور ارجلکم کی لام پر زیر پڑھنے کی صورت میں پاؤں کا مسح ثابت ہوتا ہے اس کا اعتراف خود علماء اہل سنت نے فرمایا ہے اور اب ہم ان کی کتب سے ثبوت پیش کر کے عالم اسلام کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔

اَرْجُلَکُمْ کی لام پر زبر پڑھنے سے بھی پاؤں کا مسح ثابت ہوتا ہے

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۳۷۰ آیت وضوء
۲- اہل سنت کی معتبر کتاب منہاج السنہ ص ۱۵۲ مسائل فقہ
۳- اہل سنت کی معتبر کتاب انسان العیون ص ۳۲۸ ذکر وضوء النبیؐ
۴- اہل سنت کی معتبر کتاب کبیری شرح منیہ المصلی ص ۱۵ از فلک النجاۃ
۵- عالم اسلام کی مایہ ناز کتاب رضی شرح کافیہ ص ۲۱
۶- اہل سنت کی معتبر کتاب کبرت الاحمر ص از فلک النجاۃ
۷- اہل سنت کی معتبر کتاب تکملہ حاشیہ عبدالغفور از فلک النجاۃ مولانا میر الدین

منہاج السنہ کی عبارت | ومن قال انہ عطف علی محل الجار والمجرور ویکون المعنی وامسحوا برؤسکم وامسحوا ارجلکم الی الکعبین

ترجمہ:- ابن تیمیہ ناصبی کہتا ہے کہ وارجلکم کی لام پر نصب کی صورت میں جو شخص کہتا ہے کہ اسکا عطف برؤسکم جار مجرور کے محل پر ہے تو معنی آیت یہ بنے گا کہ مسح کرو اپنے چہرے کا اور مسح کرو اپنے پاؤں کا

تفسیر کبیر کی عبارت | ثبت ان قرائۃ وارجلکم بنصب اللام توجب المسح

اختصار کی خاطر عربی کم لکھی مگر ترجمہ پورا لکھا ہے، کہ امام اہل سنت فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ارجلکم کی لام میں نصب کی صورت میں بھی قرآن مجید سے پاؤں کا مسح ثابت ہوتا ہے اور وہ اسلئے کہ برؤسکم محلاً منصوب ہے مگر باجارہ کی وجہ سے لفظاً مجرور ہے پس جب ارجلکم کا رؤسکم کے محل پر عطف کیا جائے تو وہ منصوب ہوگا اور جب لفظ پر

عطف کیا جائے تو مجرور ہوگا اور عطف محل اور لفظ دونوں پر جائز ہے یہ نحویوں کا مشہور مذہب ہے جب یہ ثابت ہوگیا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ارجلکم میں عامل امسحوا اور اغسلوا دونوں ہو سکتے ہیں، مگر فن نون علم نحو ہے کہ جب ایک معمول پر دو عامل جمع ہوجائیں تو جو عامل قریب ہے اسکو عمل دینا ضروری ہوتا ہے پس واجب ہے کہ ارجلکم میں عامل نصب دینے والا امسحوا بنے اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ ارجلکم میں اسکی لام پر نصب والی قرائت سے بھی وضو میں پاؤں کا مسح کرنا واجب ثابت ہوتا ہے۔

الکبیری شرح منیۃ المصلی کی عبارت | والصحیح ان الارجل معطوفۃ علی الرؤس فی القرائتین ونصبہا علی المحل وجرہا علی اللفظ وذالک لامتناع العطف علی المنصوب بالفصل بین العاطف والمعطوف علیہ بجملۃ اجنبیۃ ولم یسمع فی الفصیح نحو ضربت زیداً ومررت بعمرو وبکراً بعطف بکراً علی زیداً

ترجمہ:- شرح منیہ ص ۱۵ طبع محمدی لاہور میں لکھا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ ارجلکم کا عطف رؤسکم پر ہے دونوں قرائت کی بنا پر اگر نصب پڑھیں تو عطف علی المحل ہے اور اگر جر پڑھیں تو عطف علی اللفظ ہے اور ارجلکم کا عطف وجوہکم پر کرنا منع ہے کیونکہ وجوہکم منصوب پر عطف کرنے سے لازم آتا ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں جملہ اجنبیہ کا فاصلہ آجائے اور یہ بات علم نحو میں منع ہے، (نوٹ) شرح منیہ کا حوالہ ہم نے فلک النجاۃ مولفہ "مولانا امیر الدین" سے نقل کیا ہے۔

انسان العیون کی عبارت | قال محی الدین ابن عربی ان الفتح فی لام ارجلکم لا یخص جبا من المسح فان ھذا الواو قد تکون واو المعیۃ تنصب تقول قام زیداً وعمراً

ترجمہ :۔ امام اہل سنت ابن عربی فرماتے ہیں آیت وضو میں ارجلکم کی لام پر زبر پڑھنا اسکو حکم مسح سے خارج نہیں کرتا کیونکہ اس پر جو واو داخل ہے یہ کبھی واو معیت ہوتی ہے اور نصب دیتی ہے جیسے قام زیدٌ و عمراً

رضی شرح کافیہ کی عبارت	بحث علت تعدد حرکات فاذا عطف علی المجرور فالحمل علی الجر الظاہر اولیٰ من الحمل علی النصب المقدر وقد

یحمل علی المحل کما فی قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم بالنصب ،

ترجمہ :۔ جب کسی مجرور پر عطف کیا جائے تو جر ظاہر پر عطف کرنا بہتر ہے جیسے اس آیت میں امسحوا برؤسکم وارجلکم میں ارجلکم کا عطف ہے ، رؤسکم کے محل پر یعنی ارجلکم کی لام پر نصب اس لئے پڑھا گیا ہے کہ اس کا عطف رؤسکم کے محل پر ہے اور وہ محلاً منصوب ہے ،

نوٹ :۔ اس مطلب کو شارح رضی نے صـ ۲۷۳/۲ بحث لازم و متعدی میں بھی لکھا ہے ، نیز اسی مطلب صـ ۳۱۹/۲ بحث حرف جر میں بھی ذکر فرمایا ہے ارباب انصاف پیش کردہ حوالہ جات اس بات کا ٹھوس ثبوت ہیں کہ قرآن پاک کی آیت وضوء میں اگر ارجلکم کی لام پر زبر بھی پڑھی جاتے تو بھی اسکا عطف رؤسکم کے محلی اعراب پر اور یہ مفعول ہیں امسحوا کے اور دونوں پر مسح کرنا واجب ہے۔

منصوب بنزع الخافض	بعض دفعہ کوئی لفظ حقیقت میں مجرور ہوتا ہے مگر حرف جار کو اس لفظ سے گرا دیا جاتا ہے اور اس لفظ کو پھر منصوب

پڑھا جاتا اسکو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں ، آیت وضوء میں وارجلکم اصل میں و بارجلکم ہے باجارہ کو گرا دیا گیا اور ارجلکم کو منصوب پڑھا گیا ہے اس قول کی بنا پر بھی آیت وضوء میں پاؤں پر مسح کرنا ثابت ہوتا ہے

اہل سنت دوست جو کچھ فرماتے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو

بیانہ :۔ اگر آیت وضوء میں ارجلکم کی لام پر جر پڑھا جائے تو قوم معاویہ نیں کا عقیدہ یہ ہے کہ ارجل کی لام پر زیر اس لئے آئی کہ یہ لفظ چونکہ رؤسکم کا ہمسایہ ہے اور رؤسکم پر جر ہے اور ارجلکم پر ایک مجرور کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے جر پڑھی گئی ہے ، اور حقیقت میں یہ معمول ہے اغسلوا کا اور جو اس فعل کا معمول بنے گا اسکا دھونا ضروری ہے ۔ ارباب انصاف ہمارے اہل سنت دوستوں کا یہ نظریہ غلط ہے ۔ اور جوار کے نظریہ کو خود علماء اہل سنت نے غلط قرار دیا ہے ، اور اب ہم علماء اہل سنت کی کتب سے حوالہ جات پیش کرکے اہل اسلام کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔

علماء اہل سنت کی گواہی کہ جر الجوار باطل ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر صـ ۳۷۰/۳ آیت وضوء
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر جامع البیان صـ ۱۵۹/۱ آیت وضوء
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح البیان صـ ۳۶/۳ آیت وضوء از فلک
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صـ آیت وضوء
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر اتقان صـ ۱۸۲/۱ نوع ۴۱
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الکبیری شرح منیہ المصلی صـ ۱۵ از فلک صـ ۴۲
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب المتن المتین صـ ۱۶۳ از فلک صـ ۴۳
۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ماۃ عامل لعبد الرسول صـ ۱۱ از فلک
۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ، شرح ہدایہ لابن ہمام ذکر وضوء

۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب روضۃ الندیۃ شرح درر البہیہ ، ص ۲۷ ،

تفسیر کبیر کی عبارت | فان قیل لم لا یجوز ان یقال ہذا کسر علی الجوار قلنا ہذا باطل من وجوہ الاول ان الکسر علی الجوار معدود فی اللحن الذی یتحمل لاجل الضرورۃ فی الشعر وکلام اللہ یجب تنزیہہ عنہ وثانیہا ان الکسر انما یصار الیہ حیث یحصل الامن من الالتباس کما فی قولہ جحر ضب خرب وفی ہذہ الآیۃ الامن من الالتباس غیر حاصل وثالثہا ان الکسر بالجوار انما یکون بدون العطف

ترجمہ:۔ امام اہل سنت فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جاوے کہ ارجلکم کی لام پر کسرہ جر جوار کی وجہ سے کیوں نہیں آسکتا تو ہم اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ چند وجوہ سے باطل ہے ۱۔ جر الجوار یعنی کسی لفظ پر حرف مجرور کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے جر پڑھنا غلطی میں شمار کیا جاتا ہے اور اسکو صرف وقت مجبوری شعروں میں برداشت کیا جاتا ہے اور کلام خدا کو غلطیوں سے پاک سمجھنا ضروری ہے۔

تفسیر جامع البیان کی عبارت | وظاہر الثانیۃ علی وجوب المسح فان جر الجوار وان کان بابا فہو خلاف الظاہر

ترجمہ:۔ دوسری قرأت جر والی ظاہر ہے وجوب مسح پر کیونکہ جر الجوار اگرچہ وسیع باب ہے مگر وہ خلاف ظاہر ہے۔

الکبیری شرح منیہ کی عبارت | واما الجر بالجوار فلا یکون فی عطف النسق لان العاطف یمنع ، ترجمہ عطف نسق یعنی عطف بالحروف میں جر الجوار جائز نہیں ہے کیونکہ حرف عطف اسکو منع کرتا ہے

حاشیہ متین کی عبارۃ | اختصار کی وجہ سے ترجمہ ملاحظہ ہو تحقیق یہ ہے کہ جر جوار لغت میں قلیل ہے اور تاکید میں نادر ہے اور عطف میں منع ہے اور خاص طور پر اس جگہ منع ہے جہاں اشتباہ ہو خصوصاً جہاں خلاف مقصود کا تبادر ہو نوٹ اسی طرح شرح المائۃ لعبد الرسول میں ہے۔

جر جوار بلاغت وفصاحت کے منافی ہے

بیانہ:۔ اگر قرآن میں ارجلکم کے نیچے جر جوار کی وجہ سے پڑھی جائے اور اسکا تعلق ہو اغسلوا کے ساتھ تو اس صورت میں خلاف مقصود لازم آتا ہے اور کلام میں تعقید پیدا ہو جاتی ہے۔ مختصر المعانی ص ۱۹ میں تعقید کی یہ تعریف لکھی ہے کہ معنی مراد پر کلام ظاہر الدلالۃ نہ ہو۔ آیت وضو میں جو معنی شیعہ مذہب والے کرتے ہیں اس معنی پر آیت کی دلالت بالکل واضح ہے اور جس طرح اہل سنت درست معنی کرتے ہیں اس معنی میں تعقید ہے اور جس کلام میں تعقید ہو وہ فصیح نہیں ہے۔ پس لازم آیا کہ اہل سنت کے معنی کی روشنی میں قرآن معاذاللہ بلاغت سے خالی ہے اور اگر ارجلکم کی لام پہ زبر پڑھی جائے اور اسکو معمول بنایا جائے اغسلوا کا تو بھی درست نہیں ہے کیونکہ عامل اور معمول میں جملہ اجنبیہ کا فاصلہ لازم آتا ہے نیز تعقید بھی پیدا ہو جاتی ہے جسے بلاغت قرآن پاک ختم ہو جاتی ہے۔ نوٹ:۔ ارباب انصاف ناصبی ملاؤں کی ضد کی آپ داد دیں کہ بلاغت قرآن رہے یا نہ انہوں تو بدعات عمر کو زندہ رکھنا ہے پاؤں دھونے پر عمر ہی نے مجبور کیا تھا

جبریل کا وضو میں پاؤں کا مسح کرنا اور قاضی

حلب کے پیٹ میں مروڑ اٹھنا

اہل سنت کی معتبر کتاب انسان العیون صفحہ ۲۲۸ جلد ۱ ذکر وضو نبیؐ ان جبریل اولما جاء بالوحی توضأ فغسل وجہہ ویدیہ الی المرفقین ومسح راسہ ورجلیہ الی الکعبین۔

ترجمہ:۔ جبریل پہلی وحی میں جو لایا تھا یہ ہے کہ جبریل نے نبیؐ پاک کے سامنے وضو کیا پس اپنے چہرے اور منہ کو دھویا اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا اور اپنے سر اور اپنے پاؤں کا مسح کیا

نوٹ:۔ ارباب انصاف کتب اسلامی سے پاؤں کے مسح کی بابت حوالہ جات آپکے سامنے پیش کر دیئے ہیں کہ جبریل نے بھی وضو کرتے وقت پاؤں کو دھونے کے بجائے انکا مسح کیا نبیؐ پاک نے بھی وضو میں پاؤں کا مسح کیا۔ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب نے بھی وضو میں پاؤں کا مسح کیا صحابہ کرام بھی مسح کرتے تھے قرآن پاک میں بھی مسح کا حکم آیا ہے پس شیعہ لوگ حکم مسح میں خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور معاویہ خیل پاؤں دھونے میں امیر عمر اور حجاج بن یوسف کی پیروی کرتے ہیں:

اور بعض جھوٹی حدیثیں بنو مروان نے وضو میں پاؤں دھونے کی بابت بنوائی ہیں اور وہ غلط ہیں کیونکہ وہ قرآن پاک کے مخالف ہیں۔

قوم معاویہ خیل بھی عجیب قوم ہے جب نبی پاکؐ نے خود حدیث لکھ کر دینے کی خاطر قلم دوات مانگی تو انکے امیر عمر نے نبی کریمؐ کی نافرمانی کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں قرآن کافی ہے اور جب شیعہ قرآن پیش کریں تو یہ لوگ حدیث عمر کی طرف رجوع کرتے ہیں

وضو میں پاؤں دھونے کی روایات قرآن پاک کے مخالف ہیں

بیانہ:۔ قوم معاویہ کو دعوت فکر ہے کہ تمہارے امیر عمر صاحب نے نبی کریمؐ کے سامنے یہ گستاخی کی تھی کہ نبی کریمؐ کی تحریر لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہمارے لئے قرآن کافی ہے لیکن فاروقی حضرات اپنے فاروق کے دعویٰ پر قائم رہیں اور قرآن پاک کے فیصلہ کو تسلیم کرلیں کہ وضو میں پاؤں کے بارے حکم خدا یہ ہے کہ ان پر مسح کیا جائے اور یہ حضرت عمر کی بدعات سے ہے کہ انکو دھویا جائے اور جتنی حدیثیں بنو مروان کی حدیث ساز فیکٹری میں پاؤں دھونے کی بابت بنائی گئی ہیں وہ چونکہ قرآن کے مخالف ہیں۔ انکو دفن کر دیں حکم قرآن قوم معاویہ کے اجماع سے منسوخ نہیں ہو سکتا تسلی کے لئے تفسیر کبیر صفحہ ۲۷ آیت وضو ملاحظہ فرمادیں اور تفسیر خازن صفحہ ۴۳ جلد ۱ کی آیت ما ننسخ من ایۃ ملاحظہ کریں۔ اور شیعوں کی اصول کافی صفحہ ۹۹ جلد ۱ باب الاخذ بالسنۃ وشواہد الکتاب میں لکھا ہے کہ فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف ہو اسکو ترک کریں پس اگر بالفرض کوئی حدیث وضو میں پاؤں دھونے کی بابت کتب شیعہ میں بھی آئی ہے تو وہ چونکہ قرآن پاک کے مخالف ہے اسکی تاویل ہوگی تقیہ پر عمل کریں گے وہ زخرف ہے شیعوں کے تمام امام وضو میں پاؤں پر مسح کرتے تھے شیعوں کے تمام مجتہدین چودہ سو سال سے یہی فتویٰ دے رہے ہیں کہ وضو میں پاؤں پر مسح کرنا فرض ہے۔

ارباب انصاف وضو میں پاؤں کے مسح کو معمولی نہ سمجھیں کیونکہ وضو نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے اگر وضو غلط ہے تو نماز صحیح نہیں اور جب نماز صحیح نہیں ہے تو اسکا پڑھنا اور نہ پڑھنا برابر ہے خواہ ستر برس پڑھتا رہے۔

صحابہ کرام کی گواہی کہ قرآن پاک کی آیت وضوء میں پاؤں کے مسح کا حکم نازل ہوا ہے ،،

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری صہ ۴۵ آیت وضوء
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صہ ۱۶ آیت وضوء
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر صہ ۲۵ آیت
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر صہ ۳۷۰ آیت وضوء
۵۔ اہل سنت کی کتاب تفسیر طبری صہ ۸۲ المائدہ
۶۔ اہل سنت کی کتاب سنن بیہقی صہ ۲

تفسیر مظہری کی عبارت | عن انس بن مالک قال نزل القرآن بالمسح وھذا القول یدل علی ان ظاہر القرآن یدل علی المسح۔

ترجمہ : انس بن مالک کہتا ہے کہ قرآن پاک وضو میں پاؤں کے مسح کا حکم لے کر نازل ہوا ہے ۔ اور قاضی ثناء اللہ کہتا ہے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے کہ ظاہر قرآن کی مسح پر دلالت ہے

سنن بیہقی کی عبارت | عن ابن عباس قال ما اجد فی کتاب اللہ الا غسلتین ومسحتین۔

ترجمہ :۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں دو اعضاء کے دھونے اور دو اعضاء کے مسح کرنے کا ذکر ہے۔

(نوٹ) ہمارے مذکورہ حوالہ جات گواہ ہیں کہ قرآن پاک میں مسح کا حکم نازل ہوا ہے پس ناممکن ہے کہ اسلام یا نبی اس حکم کی مخالفت کریں۔

جوتوں پر مسح اور بدکاروں کے پیچھے نماز ناصبیت کی دو مایہ ناز نشانیاں

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری صہ ۳۰۹ باب مسح خفین
۲۔ اہل سنت کی معتبر اوجز المسالک شرح موطا صہ ۲۴۸ باب مسح خفین
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب المرقات شرح مشکوٰۃ صہ ۴۸ باب مسح خفین
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی صہ ۱۳۵ ذکر وضوء
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر صہ ۶

شرح فقہ اکبر کی عبارت | سئل ابوحنیفۃ عن مذہب اھل السنۃ والجماعۃ فقال ان تری المسح علی الخفین وتصلی خلف کل بر وفاجر

ترجمہ : اہل سنت کے امام اعظم ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعۃ کا مذہب کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر کو سب دنیا پر فضیلت دینا اور حضرت علی اور عثمان سے محبت رکھنا اور جوتوں پر مسح کرنا اور نماز جماعت ہر بدکار کے پیچھے پڑھنا (نوٹ) ارباب انصاف قوم معاویہ خیل نے دین خدا میں جتنی بدعات پیدا کی ہیں ان میں جوتوں پر مسح کرنا انکے مذہب کی خاص نشانی ہے قرآن پاک میں رب تعالیٰ نے وضو میں پاؤں کے مسح کرنے کا حکم دیا ہے اس حکم کے سامنے امیر عمر کی پیروی کرتے ہوئے یہ لوگ یوں اڑ گئے ہیں کہ ہم تو مسح نہیں کریں گے بلکہ دھوئیں گے اور پھر دھونے سے واپس پلٹے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہم تو جوتوں پر مسح کریں گے ، یہ لوگ عقل کے دشمن ہیں جب ایک فیصلہ انہوں نے کر لیا کہ ہم پاؤں کا مسح نہیں کرینگے ، حالانکہ وہ انسانی چمڑہ ہے تو پھر اس

فیصلہ کا کوئی مطلب نہیں ہے کہ ہم جوتوں پر مسح کریں گے جوتا پاک بھی ہو سکتا ہے اور نجس بھی حلال گوشت حیوان کا بھی ہو سکتا ہے اور حرام گوشت کا بھی جوتے کا چمڑہ مُردار بھی ہو سکتا ہے اور غیر کا بھی۔

جوتوں پر مسح کے خلاف حضرت عائشہ اور صحابہ اور مالک کا احتجاج

فتح الباری کی عبارت | ان ابن عمر انکر المسح علی الخفین مع قدیم صحبتہ وکثرۃ روایتہ ۔ ترجمہ : عبداللہ بن عمر جو صحابی بھی تھا اور زیادہ روایات کے راوی بھی ہیں انہوں نے جوتوں پر مسح کے جواز کا انکار فرمایا ہے

(نوٹ) اوجز المسالک شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ امام مالک نے جوتوں پر مسح کا انکار کیا ہے ، مرقات شرح مشکات میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ اور ابوہریرہ اور ابن عباس نے بھی جوتوں پر مسح کرنے کے جواز سے انکار کیا ہے۔ نووی شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جوتوں پر مسح کے مسئلہ کی بابت بی بی عائشہ نے اپنی جہالت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بات علیؑ سے پوچھو۔

عائشہ کا اعلان کہ پاؤں کو استرے سے کاٹ دینا جوتوں پر مسح سے مجھے زیادہ پسند ہے

مرقات کی عبارت | ان اقطع رجلی بالموسی احب الی من ان امسح علی الخفین محمد بن مہاجر بغدادی بیان کرتا ہے کہ عائشہ نے کہا کہ میں اپنے پاؤں کو استرے سے کاٹ دوں یہ جوتے پر مسح کرنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

(نوٹ) حضرت عائشہ کا یہ مذکورہ قول لکھنے کے بعد ملا علی قاری کے پیٹ میں نعمان کی حمایت میں مروڑ اٹھے ہیں مگر ہم کیا کریں ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ ان اسلام کے ٹھیکیداروں نے دین خدا کو چوں چوں اور افواہ کا مربہ بنا دیا ہے ان میں کوئی تو کہتا

ہے کہ جوتوں پر مسح افضل ہے اور پاؤں پر مسح بدعت ہے کوئی کہتا ہے کہ جوتوں پر مسح نہ کرنے سے کفر کا خطرہ ہے ، لاحول ولا قوۃ پاؤں پر مسح نہ کرنے سے کافر نہیں ہوتے جوتوں پر مسح نہ کرنے سے یہ کافر ہو جاتے ہیں ، اوجز المسالک ملاحظہ ہو تاکہ آپکو معلوم ہو کہ اہل سنت نے دین خدا کا کس طرح قیمہ بنایا ہے

گردن کا مسح کرنا ناصبیوں کے وضو میں ایک اور بدعت ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر شرح ہدایہ ص $\frac{31}{1}$ وضو،

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص $\frac{34}{1}$

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی قاضی خان ص $\frac{16}{1}$ ذکر وضو

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص $\frac{193}{1}$ ذکر وضو

۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبری ص ۲۲۸

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۱۸

فتح القدیر کی عبارت | وقیل مسح الرقبہ ایضا بدعۃ ، ترجمہ : قوم معاویہ کا یہ بھی فتویٰ ہے کہ وضو میں گردن کا مسح کرنا بدعت ہے۔

اوجز المسالک کی عبارت | عدم ثبوت حدیث منہ فکان بدعۃ ، ترجمہ : چونکہ گردن کے مسح کی بابت حدیث نہیں ہے ، اس لئے گردن کا مسح بدعت ہے۔

فتاوی قاضی خان کی عبارت | اما مسح الرقبۃ فلیس بادب ولا سنۃ ترجمہ : وضو میں گردن کا مسح کرنا نہ ادب ہے اور نہ ہی سنت

نیل الاوطار کی عبارت | مسح الرقبۃ لیس ھو سنۃ بل بدعۃ ، ترجمہ : وضو میں گردن کا مسح سنت نہیں ہے بلکہ بدعت ہے۔

(نوٹ) ارباب انصاف ہم نے دیانت داری سے تحقیق کی ہے کہ قوم معاویہ کے

وضو میں تین بدعات ہیں ۱) وضو میں پاؤں دھونا (۲) جوتوں پر مسح کرنا (۳) گردن کا مسح کرنا، اور ان بدعات کی وجہ سے انکا وضو باطل ہے اور جب وضو باطل ہے تو انکی نماز باطل ہے جس قوم معاویہ کی یہ شان ہوئی عم پلے نہیں دھیلے تے کروی اے میلہ میلہ

دیوبندی اماموں کا مس ذکر کے بارے سخت جھگڑا

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز الدقائق ص ۸ نواقض وضو
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح وقایہ ص ۳۰ نواقض وضو
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کشف الغمہ ص ۱۵ نواقض
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۱۲
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ ص ۱۱۸ نواقض
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ ص ۶۸
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب

الفقہ علی مذاہب الاربعۃ کی عبارت | الحنفیۃ قالوا ان مس الذکر لا ینقض الوضوء والمالکیۃ والشافعیۃ والحنابلۃ قالوا ینقض الوضوء لمس الذکر۔ ترجمہ:۔ امام اہل سنت ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ وضو کرنے کے بعد اگر کوئی شخص اپنے عضو تناسل کو ہاتھ لگائے گا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اور اہل سنت کے باقی تین امام :۔ احمد مالک شافعی فرماتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جائیگا

نوٹ / ارباب انصاف یہ جھگڑا ابھی تک اہل سنت میں جاری ہے کہ عضو تناسل کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں۔ تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ بیچارا عضو تناسل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور آدمی اس کو نماز کی حالت میں اپنے پاس سے جدا نہیں کر سکتا اور وہ نجس بھی نہیں ہے۔ اسکے چھونے سے وضو کس طرح ٹوٹ جاتا ہے جو مُلّاں ابھی تک اس قسم کے

مسائل میں الجھے ہوئے ہیں وہ بیچارے پاکستان میں اسلام کس طرح نافذ کریں گے

مسئلہ تیمم میں امیر عمر کا قرآن پاک کی مخالفت کرنا

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۴۲ ب اذا خاف الجنب
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص ۱ ذکر تیمم

صحیح مسلم کی عبارت | ان رجلا اتی عمر فقال انی اجنبت فلم اجد ماء فقال لا تصل الخ ایک مرد عمر کے پاس آیا اور مسئلہ پوچھا کہ میں جنب ہو گیا ہوں اور میرے پاس پانی بھی نہیں ہے امیر عمر نے کہا کہ تو نماز نہ پڑھ حضرت عمار نے عمر کو ایک واقعہ یاد دلایا کہ جس میں تیمم کا ذکر تھا امیر عمر نے عمار کو کہا کہ خدا سے ڈر، عمار نے کہا اگر یہی منشا ہے تو میں حدیث نہیں بیان کروں گا۔

بخاری شریف کی عبارت | قال الم تر عمر لم یقنع بقول عمار الخ کسی نے عبداللہ صحابی سے مذکورہ مسئلہ پوچھا تو اس نے بھی امیر عمر والا جواب دیا کہ لا تصل تو نماز نہ پڑھ ابوموسیٰ صحابی نے اسکو عمار والا واقعہ یاد دلایا تو عبداللہ نے کہا کہ امیر عمر نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی تھی (نوٹ) ارباب انصاف دیوبندی اسلام کے سرپرستوں کی قرآن پاک سے بغاوت اپنے ملاحظہ فرمائی کہ قرآن پاک میں صاف لکھا ہے کہ اگر پانی استعمال نہ کیا جا سکے تو تیمم کر لو اور نماز پڑھو اور امیر عمر کہتا ہے کہ پانی نہ ملے تو نماز چھوڑ دو جو نکہ امیر عمر قرآن پاک کا مخالف ہے اسی لئے ہم شیعہ امیر عمر کے مخالف ہیں اور محدث دہلی پر تعجب ہے کہ اس نے اپنے تحفہ اثنا عشریہ باب ۱ ص ۴۲۹ میں شیعوں پر یہ اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے تیمم کی ایک ضربۃ مقرر کی ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ بخاری شریف ص ۴۸ میں باب التیمم ضربۃ صاف لکھا ہے نیز شیعوں نے ایک ضربت ہی مقرر کی ہے مگر تیمم کا انکار تو نہیں کیا اور کیا کہنا دھلوی کے امیر عمر کا کہ اس نے تو تیمم کا ہی انکار کر دیا۔

ع پے نہیں دھیلے نے کردی نے میلہ میلہ،

فقہ دیوبند میں نجس کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

۱ اہل سنت کی معتبر کتاب — کشف الغمہ ص ۸۵ بیان احداث
۲ اہل سنت کی معتبر کتاب — رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۱
۳ اہل سنت کی معتبر کتاب — مسوی شرح موطا و منقول از نزہۃ اثنا عشریہ ص ۲۳۳

کشف الغمہ کی عبارت | وکانت الصحابہ یصلون وجروحھم تثعب دماً ولما طعن عمر بن الخطاب کان یصلی وجرحہ یثعب دماً

ترجمہ: صحابہ کرام اس حال میں نماز پڑھتے تھے کہ خون ان کے زخموں سے جاری ہوتا تھا۔ جب عمر کو چھرا لگا تو وہ بھی نماز پڑھتا تھا اور زخم سے خون جاری رہتا تھا

فقہ دیوبند میں ننگے ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے

۱ اہل سنت کی معتبر کتاب — رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ ص ۲۵/۱ ص ۳۵
۲ اہل سنت کی معتبر کتاب — میزان الکبریٰ ص ۴۷/۱ باب صفۃ الصلوٰۃ
۳ اہل سنت کی معتبر کتاب — متفق و مفترق منقول از نزہۃ ص ۱۵۹

میزان الکبریٰ کی عبارت | فان صلی مکشوف العورۃ عامداً عصی وسقط عنہ الفرض
اگر کوئی ننگا ہو کر نماز پڑھے تو امام مالک امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ وہ گناہ گار ہے۔ اور نماز صحیح ہے فرض ادا ہوگیا۔

نوٹ: رحمۃ الامہ میں لکھا ہے کہ مرد کا مقام شرم صرف مقام پیشاب اور پاخانہ ہے یعنی قُبُل اور دُبُر ہے: ارباب انصاف صاحب تحفہ نے مذکورہ امور کو طعن بنا کر شیعوں پر تھوپا ہے بقول ع "میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا" تفصیلات کے لئے نزہۃ اثنا عشریہ در جواب تحفہ اثنا عشریہ جلد نمبر ۹ ملاحظہ ہو۔

دیوبند کی لوح محفوظ میں نماز میں ہاتھ کھولنے اور باندھنے کی بابت بھانت بھانت کے فتوے،

ارباب انصاف ہر شخص کو مرنا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں جواب دینا ہے ہم نے دیانت داری کے ساتھ اسلام کے ٹھیکہ دار اہل دیوبند کی کتابوں کو پڑھا ہے اور نماز میں ہاتھ کھولنے یا باندھنے کے مسئلہ پر خوب غور و فکر کی ہے اور انکے صحابہ اور علماء کے بھانت بھانت کے ارشادات کو ملاحظہ کیا ہے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ میں انکے سخت اختلاف کے باعث معلوم ہوتا ہے کسی بزرگ نے گویا نبی کریم کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہی نہیں تھا اور اپکی تسلی کے لئے مسئلہ مذکورہ میں انکے شدید اختلافات کا نمونہ پیش کر کے ہم عالم اسلام کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔

امام مالکؒ کا فتویٰ کہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھی جائے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الھدایہ ص ۱۰۲ مولف ابوبکر المرغینانی
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر للعاجز الفقیر ص ۲۴۹/۱ لابن ہمام
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الکفایہ شرح ہدایہ ص ۲۵/۱ لجلال الدین
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب العنایہ شرح ہدایہ ص ۲۵/۱ محمد بن محمود
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح وقایہ ص ۸۴/۱ کتاب الصلوٰۃ
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز الدقائق ص ۲۱ حاشیہ ۱۶

۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تنویر العینین صا۳ مؤلف محمد اسمٰعیل شہید
۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مجموعۃ الفتاوٰی صا۳۰ م عبدالحی
۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی ص۱۴۳ ذکر صلوٰۃ
۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فقہ علیٰ مذاہب الاربعۃ صا۱۷۱ سنن نماز
۱۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص۲۰۸ م محمد شوکانی
۱۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب موطا کی شرح زرقانی ص۳۲۱
۱۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص۱۶۶
۱۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری شرح بخاری ص۲۲۳ م لابن حجر عسقلانی
۱۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ارشاد الساری ص۵ ذکر نماز
۱۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری ص۱۵ ذکر نماز
۱۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ شرح درالبہیہ ص۹۸
۱۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اشعۃ اللمعات ص۲۵۸ ذکر نماز
۱۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ ص۱۵۱ ذکر نماز
۲۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ ص۳۴ ذکر نماز

فتح الباری کی عبارت | وروی ابن القاسم عن مالک الارسال وصار الیہ اکثر اصحابہ ۔ ترجمہ : امام اہل سنت امام مالک سے ابن القاسم نے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کی روایت کی ہے اور اسی مسلک کی طرف اس کے اکثر اصحاب گئے ہیں

صحیح مسلم کی شرح نووی | والثانیہ یرسلہما ولا یضع احدیہما علی الاخریٰ وھذا روایۃ جمہور اصحابہ وھی الاشھر عندھم وھی مذہب اللیث بن سعد ۔ ترجمہ : امام اہل سنت امام مالک سے دوسری روایت یہ ہے کہ نمازی ہاتھ کھلے رکھے باندھے نہیں اور یہ مالک کے اصحاب میں زیادہ مشہور ہے

نوٹ : کہاوت مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے حضرت امام مالک اہل سنت کا چوتھا امام ہے اور نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کا فتویٰ دے کر مالک نے ثابت کر دیا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا غلط طریقہ ہے اور اہل سنت میں جتنی روایات ہیں ہاتھ باندھنے کی بابت وہ سب جھوٹ کا بلندہ ہے اگر ان میں رائی برابر بھی سچائی ہوتی تو امام مالک ان حدیثوں کو کیوں ٹھکراتے اور امام مالک میں یہ جرأت اس لیے پیدا ہوئی ہے کہ وہ مدینہ پاک کا باشندہ تھا اور اسی مدینہ میں بیٹھ کر نبیؐ پاک نے تبلیغ فرمائی تھی لہٰذا اہل مدینہ بحکم رسول اللہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے کیونکہ انکے باپ دادا نے نبیؐ کریم کو ہاتھ کھول کر پڑھتے ہوئے دیکھا تھا پس امام مالکؒ نے حکام وقت کی کوئی پرواہ نہ کی اور نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کا فتویٰ دے دیا آپ متوجہ رہیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ نبی کریم کے شہر کے تمام لوگ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھیں اور اُن کا امام جمعۃ وجماعت ہاتھ کھول کر نماز پڑھے ۔

العنایہ والکفایۃ شرح ھدایۃ کی عبارت | وقال مالک بانہ یرسل ارسالاً ۔ امام مالکؒ کا فتویٰ ہے کہ نمازی نماز میں ہاتھ کھلے رکھے اور فتح القدیر لعاجز الفقیر شرح ھدایۃ میں اور نیز خود ہدایہ شریف میں اور شرح وقایہ ص۸۴ میں بھی امام اہل سنت حضرت مالک کا یہ فتویٰ موجود ہے ۔

رحمۃ الامۃ کی عبارت | فی روایۃ عن مالک وھی المشھورۃ انہ یرسل ارسالاً محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی عثمانی شافعی لکھتا ہے کہ امام اہل سنت امام مالک سے یہ روایت مشہور ہے کہ وہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے تھے ۔ نوٹ مالک کا فتویٰ ہاتھ باندھنے کی بابت تمام حدیثوں کو جھٹلا رہا ہے

میزان الکبریٰ کی عبارت | معروف مالک فی اشہر روایۃ انہ یرسل اارسال اخبرا لعقا
انصاری شافعی مصری شعرانی نے بھی یہی لکھا کہ امام اہل،
سنت حضرت مالک کا یہ فتویٰ مشہور ہے کہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھے جائیں

تنویر الحوالک کی عبارت | واما مالک بن انس والمصریون من اصحابہ
فروعنہ الارسال فی الفرض والوضع فی النفل
وعبد الرحمن بن القاسم روی عنہ الارسال مطلقاً وروی اشہب
عنہ اباحۃ الوضع وتلک الروایات ای روایۃ المصریون وابن القاسم
عنہ وان عمل بہ المتاخرون من المالکیۃ رہا

ترجمہ:۔ اور امام مالک بن انس سے انکے مصری اصحاب نے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا روایت کیا ہے البتہ یہ فتویٰ انکا فرض نماز میں ہے اور عبد الرحمن بن قاسم نے مالک سے یہ روایت کی ہے کہ فرض اور سنت دونوں نمازوں میں ہاتھ کھلے رکھے اور اشہب نے مالک سے ہاتھ کھلے رکھنے کی اباحت نقل کی ہے اور انہیں روایات پر امام مالک کے اصحاب متاخرین نے عمل کیا ہے۔

نوٹ: ایک ناصبی ملاں کرم دین نے امام مالک کے مذکورہ نظریہ سے انکار کر کے بے حیائی کی تمام حدیں توڑ دی ہیں اور مذکورہ عبارت میں شاہ اسماعیل نے امام مالک کے ساتھ انکی ولدیت کا ذکر فرما کر ملاں کرم دین کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا ہے ملاں کرم دین کہتا ہے کہ وہ کوئی مالک بن عطیہ شیعہ تھا جو ارسال کا قائل تھا شاہ اسماعیل کہتا ہے کہ وہ کوئی مالک بن انس تھا جو اہل سنت کے ائمہ اربعہ میں سے تھا امام مالک بن انس کا فتویٰ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کا اہل سنت کے لئے ناقابل انکار ہے۔

اوجز المسالک شرح موطا امام مالک | اختلف الروایات عن مالک والمرجح عند المالکیہ فی
فروعہم الارسال قال مالک لا اعرف ذالک فی الفریضہ

ترجمہ:۔ اختصار کے لیے عربی کم دی ہے شیخ الحدیث محمد زکریا فرماتے ہیں کہ نماز میں ہاتھوں کی بابت امام مالک سے روایات مختلف ہیں اور مالکیہ مذہب میں نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا قول مرجح اور پسندیدہ ہے اور امام مالک فرض نماز میں ہاتھ باندھنا مکروہ سمجھتے تھے اور مختصر خلیل میں ہے کہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا مستحب ہے اور شرح کبیر میں ہے کہ ہر نمازی کے لئے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا سنت ہے اور واجب نماز میں ہاتھ باندھنا مکروہ ہے۔

نوٹ: ارباب انصاف ہم نے دیانتداری سے بیس عدد کتب اہل سنت کو پڑھا ہے ان میں امام مالک کا یہ فتویٰ لکھا ہے کہ نماز کھلے ہاتھوں سے پڑھی جائے اور اہل سنت بھائیوں کا اسی بات پر اجماع ہے کہ ہمارے چار اماموں کا ہر فتویٰ حق ہے پس ارسال یدین بھی حق ہے اور شیعہ مذہب والے بھی یہی کہتے ہیں کہ نماز کھلے ہاتھوں سے پڑھی جائے لہذا جب کوئی شیعہ کھلے ہاتھوں سے نماز پڑھتا ہے تو اہل سنت کے تنگ دل افراد اور بعض ملاں اس شیعہ نمازی کو کانی بھینس کی طرح دیکھتے ہیں، اور یہ چیز انکی اپنے مذہب سے جہالت کا ایک ٹھوس ثبوت ہے ارباب انصاف حضرت امام مالک امام اہل سنت ہر فیصلہ بڑی سوچ وبچار اور غور وفکر کے بعد فرماتے تھے، تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کا فیصلہ امام مالک نے تین سال غور کرنے کے بعد فرمایا تھا اسی طرح نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کا فیصلہ بھی امام مالک نے غور وفکر کے بعد فرمایا تھا، اور اس فیصلہ نے ہاتھ باندھنے کی بابت اہل سنت کی تمام حدیثوں کو جھٹلا دیا ہے۔

امام مالک نماز میں ہاتھ کیوں نہیں باندھتے تھے؟ اہل اسلام کو

دعوتِ فکر

کتاب اہل سنت تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۵۶ باب گیارہ میں صاف لکھا ہے کہ امام مالک خود از یاران خاص حضرت صادقؑ بود و طول عمر با وے صحبت داشت و اخذ علم نمود و از شاگردان عمدہ اوست بالاجماع۔

ترجمہ:- امام اہل سنت امام مالک شیعوں کے امام جعفرؑ صادق کے دوستوں میں سے تھا اور تمام زندگی انکی صحبت میں رہا اور انسے علم حاصل کیا اور اس بات پر اجماع ہے کہ امام مالک امام جعفرؑ صادق کے خاص شاگردوں میں سے تھا، نیز کتاب اہل سنت تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۳۰ باب ۴ میں لکھا ہے کہ حدیث ثقلین وہ حدیث ہے جو اہل سنت اور شیعہ دونوں کے ہاں بالاتفاق ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی، کہ نبی پاک نے فرمایا کہ میں امت کی ہدایت کے لئے قرآن پاک اور اپنی عترت چھوڑ کر جا رہا ہوں پس جس مذہب کا عقیدہ اور عمل قرآن و عترت کے مخالف ہوگا وہ باطل اور جھوٹا ہے ارباب انصاف ہر شخص کو مرنا ہے اور خدا کو جواب دینا ہے کیا نماز میں ہاتھ باندھنا قرآن اور عترت کے فرمان کے مطابق ہے بالکل نہیں۔ نہ ہی قرآن میں لکھا ہے کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھیں اور نہ ہی عترت رسول اللہ کا یہ حکم ہے عترت رسول کے عمل کی ترجمانی کے لئے شیعوں کی اور اہل سنت کی کتب گواہ ہیں کہ ائمہ اہلبیت رسول نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے اسی لئے امام اہل سنت امام مالک چونکہ مدینہ میں سے اور اہل مدینہ اور عترت رسول کا عمل انکے سامنے تھا پس انہوں نے اہل اسلام کو یہ حکم دیا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا مکروہ ہے نماز کھلے ہاتھوں سے پڑھی جائے

نتیجہ جو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے وہ قرآن و عترت رسول کی مخالفت کرتا

جناب رسول اللہ اور عترت رسول نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۱۰۵/۱ باب حمل الجاریہ در نماز
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی ص ۲۰۵/۱
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی عبد الحی ص ۳۰۱
۴۔ اہل سنت معتبر کتاب العینی شرح کنز الدقائق ص ۲۵ نول کشور از فلک النجات
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب طبرانی شریف از فتاوی عبد الحی
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عوارف المعارف ص شیخ شہید سہروردی برحاشیہ احیاء العلوم
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص ۲۰۶/۲
۸۔ اہل سنت کی معتبر تیسیر القاری شرح بخاری ص ۴۳۰/۳ لوحید الزمان

صحیح بخاری کی عبارت	ان رسول کان یصلی وھو حامل امامۃ بنت زینب فاذا سجد وضعھا واذا قام حملھا

ترجمہ:- ابوقتادہ انصاری کہتا ہے۔ کہ نبی پاک ایک دن نماز پڑھ رہے تھے اور آنجنابؐ نے امامہ بنت زینب کو اٹھایا ہوا تھا جب سجدہ میں جاتے تھے تو اسکو بٹھا دیتے تھے اور کھڑے ہوتے تھے تو اس کو اٹھا لیتے تھے

صحیح مسلم کی عبارت	قال رأیت رسول اللہ یؤم الناس وامامۃ بنت ابی العاص علی عاتقہ فاذا رکع وضعھا واذا رفع من السجود اعاد

ترجمہ:- ابوقتادہ صحابی کہتا ہے کہ میں نے ایک دن نبی پاک کو نماز جماعت پڑھاتے دیکھا اور ان کی گردن پر ابو العاص کی بیٹی امامہ بیٹھی تھی جب حضورؐ رکوع میں جاتے تھے تو اس کو بٹھا دیتے تھے اور جب کھڑے ہوتے تھے تو اس کو اٹھا لیتے تھے۔ نوٹ:- ارباب انصاف مذکورہ حدیث پر آپ پوری توجہ سے غور کریں اور حالت

قیام میں بچہ کو اٹھا کر تجربہ بھی کریں کہ آیا ممکن ہے کہ آدمی حالت قیام میں ہاتھ بھی سینہ یا ناف پر باندھ کر کھڑا ہو اور بچہ کو بھی اٹھایا ہوا ہو بندھے ہوئے ہاتھ سے قیام میں بچہ کو اٹھائے رکھنا دشوار ہے بخاری اور مسلم کی یہ دونوں حدیثیں اس امر کا ٹھوس ثبوت ہے کہ نبی پاک نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے تھے اور یہ کہنا کہ نبی پاک کبھی ہاتھوں کو نماز میں کبھی کھلے رکھتے تھے اور کبھی باندھ لیتے تھے تو اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ نبی کریم نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے تھے۔ یہ دونوں حدیثیں قوم معاویہ کی عقل کا جنازہ نکال رہی ہیں اور فقہ دیوبند کو چار چاند لگا رہی ہیں اور جو احادیث بنوامیہ کی فیکٹری میں نماز میں ہاتھ باندھنے کی بابت بنائی گئی ہیں مذکورہ دونوں حدیثیں اُن کو جھٹلا رہی ہیں۔

فتاویٰ عبدالحئی کی عبارت	طبرانی نے معاذ سے روایت کی ہے اِنَّ رسول اللہ کان اذا قام فی الصلوٰۃ رفع یدیہ قبال اُذُنَیْہِ

فاذا کبر ارسلہما۔ کہ نبی پاک جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر بلند کرتے تھے اور جب تکبیر کہتے تھے تو دونوں کو چھوڑ دیتے تھے۔

العینی شرح کنزالدقائق کی عبارت	قال مالک العزیمۃ فی الارسال لان النبیؐ کان یفعل کذالک وکذا اصحابہ حتی تنزل الدم

من روؤس اصابعھم

ترجمہ:۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ عزیمت ہاتھ کھول دینے میں ہے کیونکہ نبی کریم اور اُن کے اصحاب اس حد تک ارسال کرتے تھے کہ اُن کی انگلیوں کے سروں سے خون اُتر آتا تھا۔

عوارف المعارف کی عبارت	جن بزرگوں کے جذبات عالیہ کا پلہ بھاری ہو اُن کو ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں ہے ولھذا کان النبی یرسل

یدیہ فی الصلوٰۃ:۔ ترجمہ: اس لئے نبی پاک نماز میں دونوں ہاتھ چھوڑ دیتے تھے۔ (نوٹ) یہ شہادت بھی امام اہل سنت کی ہے کہ نبی کریم ہاتھ چھوڑ کر پڑھتے تھے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

نیل الاوطار کی عبارت	وروی ابن المنذر عن ابن زبیر انہ یرسلھما و نقلہ المھدی فی البحر عن القاسمیۃ والناصریۃ والباقرؑ

ونقلہ ابن قاسم عن مالک۔ ترجمہ: ابن منذر نے ابن زبیر وغیرہ سے روایت کی ہے کہ وہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھتا تھا اور مہدی نے بحر میں قاسمیہ اور ناصریہ اور امام محمد باقرؑ سے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا نقل کیا ہے۔

تسہیل القاری کی عبارت	اگر نماز میں ہاتھ باندھنا واجب ہوتا تو اہل بیتؑ کرام اسکو ترک کیوں کرتے ..... پھر لکھا ہے بالجملہ امام مالک اور امام

محمد باقرؑ سے ارسال منقول ہے دونوں امام ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے

حضرت عائشہ کی گواہی کہ نبی پاک کھلے ہاتھوں نماز پڑھتے تھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مشکوٰۃ شریف صـ۲۴ باب فیما لایجوز فیہا

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد صـ۲۳۲ باب العمل فی الصلوٰۃ

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کشف الغمہ صـ۹۳ باب آداب الصلوٰۃ

مشکوٰۃ شریف کی عبارت	عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ یصلی والباب مُغلقٌ فجئتُ فاستفتحت حتی فتح لی ثم رجع الی مصلاہ

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی پاک نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ بند تھا ادھر میں آئی میں نے دروازہ پر دستک

دی تو نبی پاکؐ نے دروازہ کھولا اور پھر اپنی جائے نماز پر چلے گئے۔

(نوٹ) ارباب انصاف معلوم ہوا کہ نبی کریم کھلے ہوئے ہاتھوں سے نماز پڑھتے تھے کیونکہ بندھے ہوئے ہاتھوں سے در کھولنا مشکل ہے۔

اگر تسلی نہیں ہوئی تو بی بی عائشہ کا اور بیان سنیں

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب بحر الزخار الجامع لمذاہب علماء الامصار صفحہ ۲۴۰ جلد ۱ مولف احمد بن یحیٰ بن المرتضیٰ المتوفی سنہ ۸۴۰ باب ارکان الصلوٰۃ عن عائشہ قالت کان رسول اللہ یرفع یدیہ قبل النطق بالتکبیر والافتتاح ثم یرسلھما ویقول اللہ اکبر جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم تکبیر پڑھنے سے پہلے ہاتھ بلند فرماتے تھے پھر دونوں ہاتھوں کو شیعوں کی طرح کھول دیتے تھے، اور چھوڑ دیتے تھے اور اللہ اکبر ہاتھ کھولنے کے بعد کہتے تھے،

(نوٹ) ارباب انصاف آپنے پڑھ لیا کہ بقول عائشہ نبی کریم بندھے ہوئے ہاتھوں سے صرف اللہ اکبر کہنا بھی گوارہ نہیں فرماتے تھے۔ اور اللہ اکبر نماز کی سب سے بڑی جز ہے نماز سے باہر نہیں اب ہم قوم معاویہ خیل کو دیانت و انصاف کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہیں کہ نبی کریم کا حالت نماز میں امامہ ناہجی کو حالت قیام میں اٹھائے رکھنا بی بی عائشہ کی تشریف آوری کے بعد در کھولنا کیا اس امر کا ٹھوس ثبوت نہیں ہے؟ کہ رسول خدا کھلے ہوئے ہاتھوں سے نماز پڑھتے تھے کیا بی بی عائشہ جھوٹ بولتی ہے کہ نبی کریم تکبیر کھلے ہوئے ہاتھوں سے کہتے تھے، کیا تکبیر نماز کی جز نہیں ہے۔ ہیں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اگر تسلی نہیں ہوئی تو نماز میں نبی کریمؐ کے ہاتھ کھلے رکھنے کا صحابہ کرام کی زبانی اور ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تلخیص الجبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر مؤلف احمد بن حجر عسقلانی صفحہ ۲۲۳ کتاب الصلوٰۃ

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ہدایہ شریف صفحہ ۱۰۲ جلد ۱ حاشیہ نمبر ۲۰

تلخیص کی عبارت	من حدیث معاذ ان رسول اللہ کان اذا کان فی الصلوٰۃ رفع یدیہ قبال اذنیہ فاذا کبر ارسلھما

ترجمہ:۔ حضرت معاذ صحابی کی حدیث ہے کہ نبی کریمؐ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے برابر بلند فرماتے تھے اور جب تکبیر کہتے تھے تو ہاتھوں کو کھلا چھوڑ دیتے تھے

ھدایۃ شریف کی عبارت	علی مالک وحجتہ فی قولہ ان النبیؐ کان یرفع یدیہ عند التکبیر الافتتاح ثم یرسل

ترجمہ:۔ امام مالکؒ کے پاس ہاتھ کھلے رکھنے کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریمؐ نماز شروع کرتے وقت ہاتھ تکبیر کے لئے بلند فرماتے تھے اور پھر ہاتھ چھوڑ دیتے تھے نوٹ کتب اہل سنت کشف الغمہ صفحہ ۹۳ جلد ۱ عبد الوہاب شعرانی اور کنز العمال صفحہ ۲۳ کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ نبی کریمؐ ربما یضع یدہ علی لحیتہ فی الصلوٰۃ کہ آنجنابؐ حالت نماز میں کبھی داڑھی پر ہاتھ رکھتے تھے اور رکوع سجود میں داڑھی پر ہاتھ رکھنا دشوار ہے سب امور دلیل ہیں اس بات کی کہ نبی کریمؐ ہاتھ کھول کر نماز ادا فرماتے تھے۔

نوٹ:۔ مسلمان از نماز میں ہاتھ باندھ کر نبیؐ کی مخالفت کرتا ہے

امام شافعی اور امیر عمر اور صحابہ کرام کا فتویٰ کہ نماز ہاتھ

کھول کر پڑھنا جائز ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ ص ۱۵۱ باب صفۃ الصلوٰۃ

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنزل العمال ص ۲۲۳ کتاب الصلوٰۃ

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کشف الغمہ ص ۸۷ فصل ۳

میزان الکبریٰ کی عبارت | فارسال یدیه بجنبیه اولیٰ وبه صرح الشافعی فی الام فقال وان ارسلهما ولم یعبث بهما فلا بأس

ترجمہ: نماز کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں پہلو میں کھلے رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ اور اسی فتویٰ کی اپنی کتاب الام میں امام شافعی نے تصریح کی ہے اور فرمایا ہے کہ اگر نمازی اپنے ہاتھ نماز میں کھلے رکھے اور ان سے عبث کام نہ کرے تو ہاتھوں کو نماز میں کھلے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(نوٹ) امام اہل سنت امام محمد بن ادریس شافعی بھی بلند پایہ ہستی ہیں اور اہل سنت میں ایک بہت بڑا گروہ انکی فقہ اور فتوے پر عمل کرتا ہے سرکار کا مذکورہ فتویٰ اہل سنت کے منہ پر طمانچہ نہیں ہے تو دعوت فکر ضرور ہے

کشف الغمہ کی عبارت | کان عمر یقتل القملة فی الصلوٰة حتی یظهر دمها علی یده الخ
جناب عمر نماز میں جوں کا قتل عام فرماتے تھے حتیٰ کہ خون انکے ہاتھوں پر ظاہر ہو جاتا تھا اور اس میدان کے معاذ بن جبل بھی پہلوان تھے

نوٹ) ارباب انصاف جوں کا قتل بندھے ہوئے ہاتھوں کوئی آسان کام نہیں ہے امیر عمر کا نماز میں جوئیں قتل کرنا اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ وہ نماز کھلے ہاتھوں سے پڑھتے تھے

مگر شیعوں کی ضد میں سنیوں نے عمر کی مخالفت کو بھی حلال کر لیا ہے

امام اعظم کے شاگرد امام محمد کا فتویٰ کہ ثنا کے وقت یعنی

سبحانک اللہ پڑھتے وقت کھلے رکھے اور قرائت کے وقت ہاتھ باندھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رد المحتار ص ۶۷ کتاب الصلوٰۃ

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب درر الاحکام ص ۶۶ حاشیہ ۲۲

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الکفایہ شرح ہدایہ ص ۲۵۱

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الکفایہ شرح ہدایہ ص ۲۵۱

۵ اہل سنت کی معتبر کتاب الغایہ شرح ہدایہ ص ۲۵۱

رد المحتار کی عبارت | روی عن محمد فی النوادر انه یرسلهما حالة الثناء فاذا فرغ منه یعتمد۔ امام محمد سے روایت ہے کہ وقت ثنا ہاتھوں کو نمازی کھلا رکھے اور پھر باندھے۔

الکفایہ کی عبارت | روی عن محمد یرسل یدیه فی حالة الثناء فاذا اخذ فی القراءة اعتمد
امام محمد سے روایت ہے کہ وقت ثنا ہاتھوں کو نمازی کھلا رکھے اور وقت قرائت باندھے

نوٹ / ارباب انصاف نماز جیسی عظیم عبادت کو قوم معاویہ نے اہل دیو بند نے بھانت بھانت کے فتاوی کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ نماز کی بوقت قیام ہاتھ کھلے رکھے جائیں، امام مالک اور امام شافعی انکے فرماتے ہیں کہ ہاتھ کھلے رکھے جائیں امام محمد کا فتویٰ بھی آپ نے پڑھ لیا ان فتاوی کی روشنی میں معلوم ہوا کہ نماز کھلے ہاتھوں سے پڑھنا جائز ہے اور کھلے ہاتھوں سے نماز پڑھنے والوں کو کافی بھینس کی طرح دیکھنے والے ملاں خود اپنے مذہب سے ناواقف ہیں ہماری طرف سے انکو دعوت فکر ہے کہ بجائے شیعوں کی مخالفت کے پہلے وہ اپنی نماز درست کریں۔

ابوبکر کا نواسا اور عائشہ کا بھانجا نواصب کا چھٹا خلیفہ

عبداللہ ابن زبیر ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا تھا

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص ۲۰۸ ج۲ باب الصلوٰۃ

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضہ الندیہ ص۹۰ ج۱ نواب صدیق حسن خان

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدہ القاری شرح بخاری ص۴ ج۱ باب الصلوٰۃ

۴۔ اہل سنت کی معتبر اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص ۱۶۶ ج۲

اوجز المسالک کی عبارت	قال العینی وحکی ابن المنذر عن عبداللہ ابن زبیر وابن سیرین والحسن البصری انہ یرسلھا وکذا عند مالک فی المشہور الخ

ترجمہ: شیخ الحدیث محمد زکریا فرماتے ہیں کہ شارح بخاری بدر الدین ابی محمد محمود ابن احمد العینی نے نقل کیا ہے کہ ابن منذر نے حکایت کی ہے کہ عبداللہ بن زبیر اور حسن بصری اور ابن سیرین میں سے ہر ایک نماز میں وقت قیام ہاتھ کھلے رکھتے تھے۔

نوٹ: ارباب انصاف یہ عبداللہ ابوبکر کا نواسہ ہے اور عائشہ کا نہایت پیارا بھانجا ہے اس نے اپنے بچپن میں یقیناً اپنے نانا ابوبکر اور اپنی خالہ عائشہ کو نماز پڑھتے دیکھا ہوگا پس معلوم ہوا کہ ابوبکر اور عائشہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اور اگر وہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے تھے تو ابن زبیر نے اپنے نانا جان اور خالہ کی مخالفت کیوں کی ہے نیز ابن زبیر بقول قوم معاویہ صحابی بھی ہے اس صحابی کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہاتھ باندھنے کی بابت تمام احادیث قوم معاویہ کی غلط ہیں۔

امام اہل سنت حسن بصری بھی نماز ہاتھ کھول کر پڑھتا تھا

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص ۲۰۸ ج۲ کتاب الصلوٰۃ

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اوجز المسالک ص۱۶۶ ج۲ الصلوٰۃ

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدہ القاری ص۱۵ ج۲ الصلوٰۃ

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ ص۹۰ ج۱ الصلوٰۃ

روضۃ الندیہ کی عبارت	واما ماروی من الارسال عن بعض التابعین من نحو الحسن وابراھیم وابن المسیب وابن سیرین وسعید بن

جبیر کما اخرجہ ابن شیبہ فان بلغھم حدیث الوضع فمحمول علی انہ لم یعدوہ سنۃ من سنن الھدی الخ

ترجمہ: اور جو نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کی بابت روایت کی گئی ہے بعض تابعین سے مثلاً حسن بصری ابراہیم نخعی ابن مسیب ابن سیرین سے کہ وہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے تھے پس وہ روایت محمول ہے اس امر پر کہ یہ لوگ نماز میں ہاتھ باندھنے کو اچھی سنت نہیں سمجھتے تھے ان کے نزدیک نماز میں ہاتھ باندھنا ایک عادت اور علت سمجھی گی پس یہ لوگ ارسال ہاتھ کھولنے کی طرف مائل ہو گئے کیونکہ قانون یہی ہے کہ ہاتھ کھلے رکھیں اذالوضع امر جدید یحتاج الی الدلیل ہاتھ باندھنا ایک نیا کام ہے جو دلیل کا محتاج ہے۔

نوٹ: ارباب انصاف ہماری مذکورہ عبارات اس بات کا ٹھوس ثبوت ہیں کہ نماز میں ہاتھ باندھنے سے اہل سنت کے بڑے بڑے بزرگوں کو سخت نفرت تھی اور وہ ہاتھ باندھنے کو ایک علت اور بیماری تصور کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا بھی اہل سنت کی مذہب میں جائز ہے

محمد بن سیرین اور ابراہیم نخعی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اوجز المسالک صفحہ ۱۶۶ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ صفحہ ۹۷ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری صفحہ ۱۵ ج ۳ کتاب الصلوٰۃ
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مصنف ابن ابی شیبہ اندر رسالہ ارسال الیدین صفحہ ۳ از سید علی اظہر
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار صفحہ ۲۰۸ کتاب الصلوٰۃ

وحکی ابن المنذر عن عبداللہ بن زبیر والحسن البصری وابن سیرین انہ یرسلہما۔	عمدۃ القاری کی عبارت

ترجمہ: ابن منذر نے حکایت کی ہے کہ عبداللہ بن زبیر اور ابن سیرین اور حسن بصری نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے (نوٹ) نیل الاوطار میں محمد بن سیرین کے ساتھ ابراہیم نخعی کا بھی ذکر ہے وہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا تھا اسی طرح روضۃ الندیہ میں بھی لکھا ہے کہ ابراہیم نخعی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا تھا۔ نیز کتاب مذکورہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابن سیرین نے کہا کہ چونکہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے سے انگلیوں میں خون اتر آتا ہے لہذا جو لوگ باندھتے ہیں وہ صرف خون سے بچنے کے لئے باندھتے ہیں۔

ارباب انصاف حسن بصری اور محمد بن سیرین دونوں کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی ہے اور دونوں امام اہل سنت ہیں اور شاہ عبدالعزیز نے اپنے تحفہ صفحہ ۳۱۹ باب مطاعن عثمان میں ابن سیرین کی توثیق فرمائی ہے ان بزرگان اہل سنت کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ جو احادیث اہل سنت نے ہاتھ باندھنے کی بات تیار فرمائی ہیں وہ قابل اعتماد نہیں ہیں اگر ان میں رائی برابر سچائی ہوتی تو ابن سیرین انکی مخالفت نہ کرتے۔ برا ہو تعصب کا شیعوں کی ضد میں اہل سنت کو صحابہ کا فرمان اور عمل بھی زہر معلوم ہوتا ہے۔

سعید بن جبیر اور ابن مسیب بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ شرح دور البہیہ صفحہ ۹۷ ج ۱ نواب صدیق حسن
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مصنف ابن ابی شیبہ منقول از رسالہ ارسال الیدین صفحہ ۳۱

اما ما روی من الارسال عن بعض التابعین من نحو الحسن و ابراھیم وابن المسیب وابن سیرین وسعید بن جبیر کما اخرجہ ابن ابی شیبہ ..... فان بلغ عندھم حدیث الوضع فمحمول علی انہ لم یعلموہ سنۃ من سنن الھدی بل حسبوہ عادۃ من العادات فما نوا الی الارسال لاصالتہ فعملوا بالارسال بناء علی الاصل اذ الوضع امر جدید یحتاج الی الدلیل الخ	الروضۃ الندیہ کی عبارت

ترجمہ:۔ مصنف ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے ابن المسیب اور سعید جبیر وغیرہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے اور ہاتھ باندھنا اُن کے ہاں کوئی اچھی سنت نہ تھی پس انہوں نے ارسال پر عمل کیا۔ کیونکہ وضع امر جدید ہے اور دلیل کا محتاج ہے

سعید بن جبیر نماز میں بندھے ہوئے ہاتھ کھلوا دیتا تھا

قال اطوف مع سعید بن جبیر فرائی رجلاً واضعاً احدی یدیہ علی الاخریٰ فذھب ففرق بینھما ثم جاء	مصنف ابن ابی شیبہ کی عبارت

ترجمہ:۔ مولانا سید علی اظہر نے اپنے رسالہ ارسال یدین میں نقل کیا ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں ابن جبیر کے ساتھ طواف کر رہا تھا پس انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی نماز میں ایک ہاتھ دوسرے پر رکھے ہوئے تھے ابن جبیر گئے اور اس کے ہاتھ کھلوا دیئے (مخفی) لوگ اب تو ہاتھ باندھنے پر اس طرح ڈٹے ہوئے ہیں کہ جو بکر بھی آجائے تو انکے ہاتھ نہیں کھلوا سکتا

تمام اہل مدینہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے

اہل سنت کی معتبر کتاب دراسات اللبیب صـ ۲۴۳ مطبوعہ لاہور ۱۸۲۸
مولف علامہ محمد معین لاہوری۔

ان اجماع اہل المدینۃ حجۃ حتی انہ عولت علماء مذہبہ فی ارسال الیدین حالۃ القیام فی الصلوٰۃ علی عمل اھلھا الخ

ترجمہ:۔ اختصار کی خاطر عربی کم لکھی ہے۔ ترجمہ پورا ملاحظہ ہو، شاہ ولی اللہ دہلوی کے شاگرد محمد معین لاہوری فرماتے ہیں، کہ دین کے دلائل میں سے میرے نزدیک اہل مدینہ کا عمل بہت بڑی دلیل ہے اور امام مالک کا بھی یہی نظریہ ہے کہ اجماع اہل مدینہ کا حجت ہے حتی کہ امام مالک کے مذہب کے علماء نے نماز کی حالتِ قیام میں ہاتھ کھلے رکھنے کے مسئلہ میں اہل مدینہ کے عمل پر بھروسہ فرمایا ہے، کیونکہ اہل مدینہ ابتداء اسلام میں ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے، اور ہاتھ باندھنے کی حدیث کو انہوں نے حمل کیا ہے وقت مجبوری پر اور جس طرح ایک صحیح حدیث کو دوسری حدیث سے تخصیص دی جاتی ہے۔ اسی طرح انہوں نے عمل اہل مدینہ سے احادیث وضع کو تخصیص دی ہے اور ابن القاسم نے امام مالک سے ارسال کی روایت کی ہے اور اکثر اصحاب امام مالک کے ارسال کے قائل ہیں

اور امام مالک نے موطا میں جو روایت قبض الیدین کی لکھی ہے وہ اسی طرح اُن کے مذہب کے مخالف ہے جس طرح قنوت صبح کی روایت انہوں نے اپنے مذہب کے مخالف لکھی ہے حالانکہ نماز صبح میں قنوت پڑھنا امام مالک کا مذہب ہے۔

والارسال ھذالم ینفرد مالکٌ فقد جاء فیہ الآثار من سلف التابعین روی جملۃ من ذالک الامام ابوبکر بن شیبہ فی مصنفہ

اور نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کا فتویٰ صرف امام مالک کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ ہاتھ کھلے رکھنے کی بابت روایات آئی ہیں اور ان روایات کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں لکھا ہے من جملۃ اُن کے ابن زبیر کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا ہے۔

والعجب کل العجب من مثل شیخ الدھلوی حیث ینفی فی شرح السفر الدلیل الارسال مطلقاً ویقول سالت فی الحجاز عن ذالک بعض علماء المالکیۃ فلم یأتو بشیٔ سوی امرٍ خطابی ـــــ وعمل اھل المدینۃ فی ذالک عند علماء مذھبہ اقوی من آثار التابعین والصحابۃ

اور تعجب ہے مجھے شیخ عبد الحق محدث دہلوی پر کہ جنہے۔
شرح سفر السعادۃ میں یہ لکھا ہے کہ میں نے حجاز میں علماء مالکیہ سے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کی دلیل دریافت کی تو وہ کوئی دلیل نہ لاسکے حالانکہ یہ دلیل موجود ہے کہ عمل اہل مدینہ ہاتھ کھولنے کی بابت آثار صحابہ اور تابعین سے زیادہ قوی دلیل ہے۔

ارباب انصاف کو دعوت فکر اور اسلام کے ٹھیکیدار متوجہ ہوں

ارباب انصاف اسلام کے ٹھیکہ داروں کی کتب سے ہم نے آپکے سامنے ٹھوک کے حساب سے عبارات پیش کردی ہیں اور علامہ محمد معین کی دراسات کی عبارت پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے۔
کہ اہل مدینہ اور مالکی مذہب والے ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے شیخ دہلوی کا یہ کہنا کہ اُن کے پاس کوئی دلیل ارسال کی نہ تھی یہ دلیل ہے اس امر کی کہ مذہب اُن کا نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا ہی تھا اب ہم دیانت و انصاف کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہیں کہ اگر بقولِ قوم معاویہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا بدعت ہے تو مذکورہ بزرگان اہل سنّت کیا بدعت کرتے تھے حضرت امیر عمر اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کیا بدعتی تھے امام مالکؒ اور اس کے مذہب کے تمام لوگ کیا اہل بدعت ہیں صحابہ کرام جب بچوں کو اٹھا کر نماز پڑھتے تھے تو وہ بدعت کرتے تھے، نبی کریمؐ نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے تھے کیا آنجناب معاذ اللہ ہاتھ کھول کے کر بدعت کرتے تھے۔

اہل سنت کے امام الاوزاعی کا فتویٰ کہ نماز میں بوقت

قیام ہاتھوں کو کھلے رکھنا اور باندھنا دونوں جائز ہیں

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الھدایہ ص ۱۰۲/۱ حاشیہ ۶۱
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص ۲۰۹/۲ الصلوٰۃ
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اوجز المسالک شرح موطا ص ۱۹۶/۱
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الکفایہ شرح ہدایہ ص ۲۵/۱
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری ص ۱۵/۳
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ ص ۱۵۰/۱
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامہ ص ۳۷
۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب بحر الزخار ص ۲۴۲/۱

الکفایہ کی عبارت | وفی المبسوط الاعتماد سنۃ الاعلیٰ قول الاوزاعی فانہ کان یقول تخییر بین الاعتماد والارسال الخ

ترجمہ:۔ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے مگر امام اہل سنت اوزاعی فرماتے ہیں کہ نمازی کی اپنی مرضی اور اُس کو اختیار ہے چاہے حالت قیام میں ہاتھ باندھے اور چاہیے تو کھلے رکھے۔
(نوٹ) ارباب انصاف امام اوزاعی کا فتویٰ آپنے پڑھ لیا کہ دیوبند کی لوح محفوظ نے نماز میں ہاتھوں کی بابت کوئی فیصلہ نہیں کیا اس فتویٰ سے یہ ثابت ہو گیا کہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا کوئی بدعت نہیں ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہاتھ باندھنا ضروری نہیں ہے۔

دیوبند کی لوح محفوظ کا ایک اور فیصلہ کہ بڑے !!

لوگ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھیں اور چھوٹے لوگ کھول کر پڑھیں

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ ص ۱۵۰ ج ۱ الصلوٰۃ

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کبریت الاحمر بر حاشیہ یواقیت وجواہر ص ۵۷ ج ۱

میزان الکبریٰ کی عبارت | استحباب وضع الیمنی علی الشمال فی القیام وھو خاص بالاکابر من العلماء والاولیاء بخلاف الاصاغر فان الاولیٰ لھم ارسال الیدین کما قال بہ مالک

ترجمہ :۔ امام اہل سنت عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ نماز کی حالت قیام میں ہاتھ باندھنے کا استحباب خاص ہے بڑے لوگوں کے ساتھ مثلاً علماء اور اولیاء اور چھوٹے لوگ عوام الناس انکے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ لوگ امام مالک کی موافقت میں نماز ہاتھ کھول کر پڑھیں ۔

کبریت الاحمر کی عبارت | فالتحقیق ان جعل الیدین علی الصدر للکمل الذین لا یشغلھم ذالک عن اللہ وان ارسالھما اولیٰ لغیر الکمل اذ وضعھا علی الصدر یشغل عن کمال التوجہ ،

ترجمہ : تحقیق یہ ہے کہ ہاتھوں کا چھاتی پر حالت نماز میں رکھنا کامل لوگوں کے لئے ہے کہ جنھیں اس طرح ہاتھ رکھنے میں مناجات خدا میں فرق نہیں آتا اور غیر کامل لوگوں کے لئے ہاتھوں کو کھلا رکھنا بہتر ہے کیونکہ ہاتھ باندھنے سے نماز میں توجہ اللہ کی طرف نہیں رہتی ۔

نوٹ سُنی دوستوں نے شیعوں کی ضد میں ہاتھ ضرور باندھنے ہیں خواہ اللہ کی طرف توجہ رہے یا نہ رہے

دیوبند کی لوح محفوظ کا ایک اور فیصلہ کہ ہاتھ کھول کر نماز

پڑھے اور اگر تھک جائے تو آرام کی خاطر باندھ لے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب موطا کی شرح زرقانی ص ۳۲۱ ج ۱ لامام محمد زرقانی

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۲۷۹ ج ۳ لبدر الدین عینی

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری ص ۲۲۴ ج ۲ لاحمد بن حجر عسقلانی

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کفایہ شرح ہدایہ ص ۲۵۰ ج ۱ لجلال الدین خوارزمی

۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اوجز المسالک شرح موطا ص ۱۶۷ ج ۲ لمحمد زکریا

فتح الباری کی عبارت | وروی ابن القاسم عن مالک الارسال وصار الیہ اکثر اصحابہ ومنھم من کرہ الامساک ونقل ابن الحاجب ان ذالک حیث یمسک معتمداً لقصد الراحۃ

ترجمہ :۔ ابن قاسم نے امام مالک سے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا نقل کیا ہے اور زیادہ تر علماء مالکیہ نے اسی فتویٰ کو لیا ہے اور وہ ہاتھ باندھنے کو مکروہ جانتے ہیں اور ابن حاجب کہتا ہے کہ جب نمازی ہاتھ باندھے گا تو صرف راحت اور آرام کے لئے ۔

کفایہ کی عبارت | اوزاعی کہتا ہے کہ کھولنے اور باندھنے میں اختیار ہے اور باندھنے کی اجازت صرف مہربانی کی خاطر ہے کیونکہ طول قیام کی وجہ سے ارسال میں صحابہ کرام کی انگلیوں میں خون اترآتا تھا ۔

عمدۃ القاری کی عبارت | امام مالک کا فتویٰ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا ہے اور اگر قیام طول پکڑ جائے تو آرام کے لئے باندھے ۔

نماز میں وقت قیام ہاتھ کھلے رکھنے کا عقلی ثبوت

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ صفحہ ۱۹۷/۱ نواب صدیق حسن خان

۲۔ اہل سنت کی معتبر تنویر العینین صہ ۵۸ تالیف شاہ اسمٰعیل شہید

روضہ اور تنویر کی عبارت	فعلوا بالارسال بناءً علی الاصل اذ الوضع امر جدید یحتاج الی الدلیل واذ لا دلیل لھم فاضطروا الی الارسال ۔

ترجمہ: دونوں مؤلف ان صحابہ اور تابعین کے بارے جو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے یہ جواب دیتے ہیں کہ انہوں نے ہاتھ کھول کر نماز اس لیے پڑھی تھی ہے انہوں نے اصل یعنی قانون اول پر عمل کیا ہے کیونکہ ہاتھ باندھنا ایک نیا امر ہے اور دلیل کا محتاج ہے اور جب دلیل ہی وضع کے بارے نہیں تھی تو انکے لیے سوائے ہاتھ کھولنے کے اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔

مفتیان دیوبند کو دعوت انصاف

ہم دیوبند کے تمام مفتیان کو دیانت اور انصاف کا واسطہ دیکر سوال کرتے ہیں کہ کیا تم اپنی حدیث کی کتابوں میں کوئی ایسی حدیث دکھا سکتے ہو کہ جسمیں نبی پاک نے امر فرمایا ہو کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھو تم قیامت تک ایسی حدیث حدود و انصاف میں رہکر پیش نہیں کر سکتے، پھر دوسرا سوال ہے کہ نبی پاکؐ نے اس بابت پر خاموشی کیوں اختیار فرمائی ہے نیز اس مسئلہ کو صحابہ کرام نے نبی کریمؐ سے دریافت کیوں نہیں فرمایا جب اہل دیوبند کی کتب میں ہاتھ باندھنے کا ذکر ہی نہیں ہے تو ہاتھ کھلے رکھنا عین فطرت ہے خود بخود ثابت ہے دلیل کا محتاج نہیں ہے۔

اہل دیوبند کا اقرار کہ نماز میں ہاتھ باندھنا فرض اور واجب نہیں ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز الدقائق صہ ۳۱ الصلوٰۃ

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الھدایہ صفحہ ۱۰۲/۱ کتاب الصلوٰۃ

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی عالمگیری صہ ۶۹/۱ ذکر نماز

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ردالمحتار صہ ۲۹۷/۱ الصلوٰۃ

۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المختار صہ ۳۶ ذکر نماز

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی عبدالحی صہ ۲۲۰/۱

۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی صہ ۱۷۳/۱

۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب حجۃ البالغۃ صہ ۸

۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ صہ ۳۷ ذکر نماز

۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ صہ ۱۵۰/۱ ذکر نماز

ھدایہ کی عبارت	ثم الاعتماد سنۃ القیام عند ابی حنیفۃ وابی یوسف ہاتھ باندھنا نماز میں ابوحنیفہ کے نزدیک ایک عادت ہے کہ

قیام کی حالت میں ہاتھ باندھے اس عبارت کا صاف مطلب ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا فرض اور واجب نہیں ہے۔

الدر المختار کی عبارت	وھو سنۃ قیام لہ ظاھرہ ان القاعد لا یضع ہاتھ باندھنا حالت قیام میں سنت ہے اس عبارت سے ظاہر

ہوا کہ جو بیٹھ کر نماز پڑھے وہ ہاتھ نہ باندھے .... معلوم ہوا کہ فقہ دیوبند میں نماز میں ہاتھ باندھے واجب نہیں ہے اور فرض نہیں ہے۔

فتاویٰ عبدالحی کی عبارت	عورتوں کے لیے پستانوں کے نیچے ہاتھ رکھنے کے سلسلے میں کوئی حدیث نظر سے نہیں گذری اور مردوں کے لئے

زیر ناف ہاتھ رکھنا فقہاء کے ہاں مسنون ہے۔

نوٹ، سنی مذہب کی کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ نماز میں ہاتھ باندھنا فرض اور واجب نہیں ہے بلکہ صرف سنت اور عادت ہے۔

صحیح مسلم کی شرح نووی	واستحباب وضع الیمنی علی الیسریٰ بعد تکبیرۃ الاحرام اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔

فقہ دیوبند کا اقرار کہ ہاتھ باندھنا صرف عادت ہے واجب نہیں ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص۲۰۹ ج۲ ذکر نماز
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ ص۹۷ ج۱ نواب صدیق حسن
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تنویر العینین ص۹۸ تالیف شاہ اسماعیل شہید

نیل الاوطار کی عبارت	فان النزاع فی استحباب الوضع لا وجوبه وترک ذکره فی حدیث المسیء انما یکون حجة علی القائل بالوجوب

ترجمہ:۔ قاضی القطو محمد بن علی الشوکانی فرماتے ہیں کہ ہم اہلسنت میں ہاتھ باندھنے کی استحباب میں جھگڑا ہے نہ کہ ہاتھ باندھنے کے وجوب میں اور نبی کریمؐ نے جو ایک شخص کو نماز کا طریقہ بتایا اور ہاتھ باندھنے کے بارے کچھ نہ فرمایا یہ دلیل ان کے خلاف جاتی ہے جو ہاتھ باندھنے کو واجب جانتے ہیں۔

نوٹ) مذکورہ عبارت اس امر کا ٹھوس ثبوت ہے کہ اہل سنت کے ہاں ہاتھ باندھنا واجب اور فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے جس کا دوسرا مطلب ہے کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا جائز ہے اور ارسال کو بدعت کہنا نادانی ہے۔۔۔

تنویر العینین کی عبارت	حدیث الوضع فمحمول علی انه لم یحسبوه بسنة من سنن الهدیٰ بل حسبوه عادة من العادات

ترجمہ: شاہ اسماعیل شہید فرماتے ہیں کہ نماز میں جو صحابہ کرام اور تابعین ہاتھ کھول کر رکھتے تھے انکے نزدیک ہاتھ باندھنے والی بات ایسی سنت نہیں ہے جو ہدایت ہو بلکہ ہاتھ باندھنے انکے نزدیک صرف عادت تھی۔

نوٹ: شاہ اسماعیل شہید نے دبے الفاظ میں ملت دیوبند کو یہ سمجھا دیا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا ہدایت نہیں ہے بلکہ گمراہی ہے اور نواب صدیق حسن خان نے بھی روضۃ الندیہ میں یہی رونا رویا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا ہدایت نہیں ہے بلکہ گمراہی ہے۔

مفتیان دیوبند توجہ فرمادیں

دیوبندی دوستوں کو دیانت اور انصاف کا واسطہ دے کر ہم سوال کرتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا ہے تو زیادہ تر عوام انکو کالی بھینس کی طرح دیکھتے ہیں اور شور کرتے ہیں کہ وہ دیکھو ہاتھ کھول کر نماز پڑھ رہا ہے جب ہاتھ باندھنا فرض ہی نہیں ہے چلو اور کچھ نہ سہی، تو کھول کر نماز پڑھنا بھی جائز تو ہے ہاتھ کھولنے والے کا نوٹس کیوں لیا جاتا ہے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے میں بتاؤ کیا برائی ہے کیا خامی ہے ارسال میں شریعت پاک کی کیا خلاف ورزی ہے اگر ارسال میں یہ خامی ہے کہ شیعہ لوگ ارسال کرتے ہیں تو شیعہ لوگ تو کلمہ محمدؐ کا بھی پڑھتے ہیں پس تم کلمہ محمدؐ کا بھی نہ پڑھو۔

ہاتھ باندھنے کی سب سے بڑی دلیل دیوبند کی شریعت میں

شیعوں کی مخالفت کا اظہار کرنا ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر لعاجز الفقیر صفحہ ۲۵۰ ذکر نماز۔
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کفایہ شرح ہدایہ صفحہ ۲۵۰ ذکر نماز
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تنویر العینین صفحہ ۳۸
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ہدیۃ المھدی صفحہ ۱۲۶

فتح القدیر کی عبارت | السنة فی هذه المواضع الاعتماد مخالفة للروافض فانهم یرسلون ۔۔

اہل سنت کے ہاں نماز کے قیام میں اور جنازہ کی تکبیرات میں اور عید کی تکبیرات میں ہاتھ باندھنا سنت اور عادت ہے اور یہ ہاتھ باندھنا اس لئے ہے کہ اس میں روافض (شیعوں) کی مخالفت ہے کیونکہ وہ ان مقامات میں ہاتھ کھلے رکھتے ہیں۔

(نوٹ): بُرا ہو تعصب کا، نواصب نے ادلہ اربعہ کے ساتھ پانچویں دلیل مخالفت روافض کو بھی ایک دلیل بنا لیا ہے روافض نماز میں سورہ الحمد بھی پڑھتے ہیں تو نواصب کو چاہیے کہ روافض کی مخالفت میں وہ نماز میں الحمد کے بجائے لتا جی کی کوئی غزل پڑھ لیا کریں۔

کفایہ کی عبارت | وقالوا من مذهب الروافض الارسال من اول الصلوٰۃ فنحن نعتمد مخالفة لهم الخ

ترجمہ: اہل سنت نے فرمایا ہے کہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا روافض کا مذہب ہے اور ہم اہل سنت نماز میں ہاتھ باندھتے ہیں اور اس باندھنے سے ہمارا مقصد صرف روافض کی مخالفت کرنا ہے۔

تنویر العینین کی عبارت | ویحکی عن مالك انه حکم بالارسال وقالوا ایضاً ان هذا الفعل فی هذه البلاد تشبیه بالروافض حیث

ترك شیوع مذهب الحنفیه فلم یبق فاعله غیر الشیعة وقد قال النبی اتقوا مواضع التهم قلنا هذا من قصورکم حیث ترکتموه فصار شعاراً لهم فعلیکم بالاتفاق علی فعله لئلا یبقی مختصا به وترك السنة للتحرز عن التشبیه بالفرق الضالة غیر مشروع۔

ترجمہ: شاہ اسماعیل شہید فرماتے ہیں کہ امام اہل سنت حضرت مالک سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور علماء اہسنت نے یہ فرمایا ہے کہ (پاکستان) کے شہروں میں ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے سے روافض یعنی شیعوں سے مشابہت لازم آتی ہے کیونکہ حنفی مذہب کی تمام شاخوں نے نماز میں ہاتھ کھولنے کو ترک کر دیا ہے پس نماز میں ہاتھ کھولنے والا شیعوں کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہا اور نبی پاک نے فرمایا ہے کہ تہمت کے مقامات سے بچو میں شاہ اسماعیل کہتا ہوں کہ یہ تمہاری نادانی ہے کہ تم نے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا ترک کر دیا ہے اور یہ فعل شیعوں کی نشانی بن گیا تم خود ہاتھ کھلے رکھنے پر اتفاق کر جاؤ تاکہ یہ فعل انکے ساتھ مختص نہ رہے اور کسی چیز کو ترک کرنا شیعوں کے ساتھ تشبیہ سے بچنے کی خاطر جائز نہیں ہے۔

ہدیۃ المھدی کی عبارت | فمن جعل الارسال من شعائر الروافض فقد اخطاء

علامہ وحید الزمان فرماتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کو جو شخص شیعوں کی نشانی سمجھتا ہے وہ خطا پر ہے۔

اہل اسلام کو دعوت انصاف

ارباب انصاف ہاتھ کھلے رکھنا نماز میں یہ کوئی بدعت اور غیر شرعی بات نہیں ہے کیونکہ نبی کریمؐ صحابہ کرام تابعین اور علماء اہل سنت بھی نماز میں بوقت قیام ہاتھ کھلے رکھتے تھے اور ہاتھ باندھنے کی قرارداد اہل سنت نے بعد میں صرف شیعوں کی مخالفت کرنے کے لئے پاس کی ہے جس طرح کہ ہدایہ کی شرحات سے ظاہر ہے اور شاہ اسمٰعیل کا کہنا کہ تم نے ہاتھ کھلے رکھنے ترک کر دیا اور یہ شیعوں کی نشانی بن گئے اسے صاف ظاہر ہے کہ حنفی مذہب والے بھی کچھ عرصہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اور علامہ وحید الزمان کا یہ کہنا کہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھنا اسکو شیعوں کی نشانی سمجھنا خطا ہے اسے صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور ہدایہ کے شارحین کا یہ کہنا کہ ہاتھ باندھنے میں روافض کی مخالفت ہے اسے بھی یہ معلوم ہوا کہ اہل سنت کے مذہب میں نماز میں ہاتھ کھلے رکھنا جائز تو ہے مگر شیعوں کی وجہ سے وہ مجبوراً باندھتے ہیں ارباب انصاف ہر شخص کو مرنا ہے اور خدا کو جواب دینا ہے نماز میں ہاتھ باندھنا خلاف فطرت فعل ہے آدمی جب پیدا ہوتا ہے یا مرتا ہے یا دنیا کے تمام کام کرتا ہے مثلاً حج بجا لاتا ہے جہاد کرتا تو کھلے ہاتھوں سے کرتا ہے اور نماز کی حالت میں بھی اسکے تمام اعضاء کھلے ہوتے ہیں مثلاً منہ آنکھیں، کان، پاؤں تو اسی طرح نماز میں ہاتھوں کا کھلے رکھنا عین فطرت ہے۔

فقہ دیوبند کا فیصلہ کہ نماز میں ہاتھ باندھنا رومیوں کی وجہ سے آیا ہے

١۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تنویر العینین ص ٥٨ شاہ اسمعیل شہید

٢۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ ص ۔۔ نواب صدیق حسن

٣۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مصنف ابن ابی شیبہ ص ۔۔ از رسالہ ارسال یدین

٤۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاوائل العسکری ص ٢٠٩ از اسلامی نماز لعلامہ سبطین

تنویر اور روضۃ کی عبارت | قول ابن سیرین حیث سئل عن الرجل یمسک بیمینہ شمالہ قال انما فعل ذالک من اجل الروم کما اخرج ابن ابی شیبہ وکان ابن ذھبیا ذا صلی یرسل یدیہ۔

ترجمہ :۔ اہل سنت محمد بن سیرین سے ایک مرد کی بابت سوال کیا گیا کہ وہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں کو پکڑتا ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ حرکت اہل روم کی وجہ سے کرتا ہے۔

(نوٹ) نواب صدیق حسن خان نے بھی یہی رونا دیا ہے کہ ہاتھ باندھنا رومیوں کی وجہ سے نماز میں داخل ہوا ہے۔ اور علامہ سید علی اظہر نے اپنے رسالہ ارسال الیدین میں مصنف ابن ابی شیبہ کی عبارت نقل کی ہے اور شاہ اسمعیل نے بھی تنویر میں اس عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور علامہ السید محمد سبطین نے اپنی کتاب اسلامی نماز میں کتاب الاوائل العسکری کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ جب ایران کا کچھ حصہ مفتوح ہوا اور ایرانی قیدی حضرت عمر کے دربار میں اس صورت سے پیش ہوئے کہ انکے ہاتھ شکم پر بندھے ہوئے تھے امیر عمر کو یہ ادا پسند آئی اور حکم دیا کہ مسلمان نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں۔

دیوبندی کی لوح محفوظ کا ایک اور فیصلہ نماز میں ہاتھ باندھنا

بدعت ہے اور مبطل ہے اور زنا کرنے سے بدتر ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب بحر الزخار صفحہ ۲۴۱ جلد ۱ تالیف احمد بن یحییٰ المرتضیٰ

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ صفحہ ۹۷ جلد ۱ تالیف نواب صدیق حسن

البحر الزخار کی عبارت | (و) وضع الید علی الید بعد التکبیر غیر مشروع لقولہ اسکنوا فی الصلوٰۃ (هق ط) ویبطلها اذ هو فعل کثیر (م ی) یکرہ ولا تفسد اذ لا دلیل . قلنا الکثرۃ

ترجمہ: اہل سنت کا کوئی ناصریہ فرقہ یہ بھی کہتا ہے کہ نماز میں تکبیر کے بعد ہاتھ پر ہاتھ رکھنا شریعت نہیں ہے۔ و بلکہ بدعت ہے، کیونکہ نبی پاک نے فرمایا ہے کہ نماز میں سکون کرو بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ باندھنا نماز میں نماز کو باطل کرتا ہے کیونکہ یہ فعل کثیر ہے، بعض کہتے ہیں کہ ہاتھ باندھنا نماز میں مکروہ ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ فساد پر کوئی دلیل نہیں ہے صاحب کتاب کہتا ہے۔ کہ دلیل فساد ہے کہ ہاتھ باندھنا فعل کثیر ہے۔

الروضۃ الندیہ کی عبارت | ولو راٰہ یزنی او یشرب الخمر او یقتل النفس لم یجر بینه وبینه من العداوۃ ما یجری بسبب التمسک بهذہ السنن او بعضها

ترجمہ:۔ اختصار کی خاطر عربی کم لکھی ہے نواب صدیق حسن خان نے الروضہ میں حاشیہ شفا کے حوالہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اہل سنت کا اس زمانہ میں برا حال ہو گیا کہ اگر کوئی ہاتھ باندھ کر

نماز پڑھے تو اسکو دوسرے اہل سنت دین سے خارج شمار کرتے ہیں اور ہاتھ باندھنے کے مسئلہ میں اہل سنت بھائی سے بھائی کے ساتھ اور باپ بیٹے کے ساتھ جھگڑ رہا ہے اگر کوئی اہل سنت کسی اہل سنت کو زنا کرتے ہوئے یا شراب پیتے ہوئے یا کسی کو ناحق قتل کرتے ہوئے دیکھے تو اس زانی اور شرابی اور قاتل کے اور اس دیکھنے والے کے درمیان اتنی دشمنی پیدا نہیں ہوتی جتنی ایک ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والے اہل سنت اور اس کو دیکھنے والے اہل سنت کے درمیان پیدا ہوتی ہے اور اس دشمنی کا سبب صرف یہ سنت امر ہے کہ اس نے نماز میں ہاتھ باندھے ہیں

ہاتھ باندھنے کی بابت بھانت بھانت کے فتووں سے کوئی تنگ نہ ہو

ارباب انصاف دیوبندی لوح محفوظ کے ہاتھ باندھنے کی بابت فتووں کو پڑھ کر آپ دل تنگ نہ ہوں ان اسلام کے ٹھیکیداروں نے خاندان نبوت کا دروازہ چھوڑ کر اسلامی عبادات کا جنازہ نکال دیا ہے یہ اسلام کے سارے ابھی تک نماز میں ہاتھ باندھنے اور کھولنے کا فیصلہ نہیں کر سکے ان بیچاروں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ نبی کریم نماز میں ہاتھ کھولتے تھے یا باندھتے تھے تو کہاں پر آیا چھاتی پر یا ناف کے اوپر یا ناف کے نیچے ان سے کوئی پوچھے کہ تمہارے ابوبکر، عمر اور عثمان کیا کرتے تھے ان سے نبی کریم والی نماز کی حفاظت نہ ہو سکی باقی اسلام انہوں نے کیا بچایا ہے ہمیں مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ دیوبندی مذہب بھانت بھانت کے فتووں کا مجموعہ ہے۔ اہل سنت بھائیوں کا نماز کی بابت شریعت بل چودہ سو برس گزر گئے ہیں ابھی مکمل نہیں ہو سکا۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کے مسئلہ میں اہل سنت کا ایک فرقہ دوسرے فرقوں کو مثلاً مالکی حنفیوں کو جھٹلاتے ہیں

ارباب انصاف ہمارے پیش کردہ حوالہ جات سے آپکو بخوبی یہ اندازہ ہو جائیگا کہ نماز ہاتھوں کھول کر پڑھنا کوئی ایسا زہر کا پیالہ نہیں ہے جسکو کسی اہل سنت نے آج تک نہ پیا ہو حضرت امام مالک امام اہل سنت ہیں اور ۲۰ عدد کتب اہل سنت سے ہم نے انکا یہ فتویٰ پیش کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں نماز ہاتھ کھول کر پڑھی جائے اور حج کے موقع پر آج بھی مالکی فقہ کے لوگ ہزارہا اہل سنت حنفیوں کے سامنے ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں اور اعلانیہ حنفیوں کے امام اعظم کو جھٹلاتے ہیں اور حنفی مذہب کے لوگ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں اور اعلانیہ امام مالک کو جھٹلاتے ہیں اور اہل سنت کی نادانی کی انتہا دیکھیے کہ بچارے کہتے ہیں کہ ہمارے یہ دونوں امام برحق ہیں اور امام شافعی کا فتویٰ بھی پیش کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھنا جائز ہے اور درست ہے پس امام اہل سنت امام شافعی نے بھی ابوحنیفہ کو جھٹلایا ہے اور ابوحنیفہ نے یہ فتویٰ دے کر کہ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھی جائے امام مالک اور امام شافعی کو جھٹلایا ہے اور حضرت امیر عمر نے نماز کی حالت میں جوتی مار مار کر نماز میں ہاتھ باندھنے کا فتویٰ دینے والے کی فقہ پر جھرلو پھیر دیا ہے کیونکہ بندھے ہوئے ہاتھوں سے نماز میں جوتی نہیں ماری جا سکتیں۔

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں اہل سنت علماء کے بھانت بھانت کے فتوے ملاحظہ ہوں

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی صفحہ ۱۴۳ ج ۱ ذکر نماز
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۱۵ ج ۳ ذکر نماز
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۲۲۴ ج ۲ کتاب الاذان
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ہدایہ ج ۱ کتاب الصلوٰۃ
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کفایہ شرح ہدایہ صفحہ ۲۵۰ ج ۱
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب العنایہ شرح ہدایہ صفحہ ۲۵۰ ج ۱
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار صفحہ ۲۱۱ ذکر نماز
۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اوجز المسالک صفحہ ۱۹۷ ج ۲
۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ صفحہ ۳۶
۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ صفحہ ۱۵۰ ج ۱
۱۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الروضۃ الندیہ صفحہ ۹۲ ج ۱ ذکر نماز

رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ	واختلفوا فی محل وضع الیدین فقال ابوحنیفۃ تحت السرۃ وقال الشافعی تحت صدرہ فوق سرتہ وعن احمد الخ

ترجمہ: اہل سنت کے اماموں نے اس مسئلہ میں کہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں اختلاف کیا ہے ابوحنیفہ کے نزدیک ناف کے نیچے اور شافعی کے نزدیک چھاتی کے اوپر باندھے اور احمد کے نزدیک دو فتوے ہیں ایک ناف کے نیچے باندھو اور دوسرے چھاتی کے اوپر باندھے۔

میزان الکبریٰ کی عبارت | ثم اختلفوا فی محل وضع الیدین فقال ابوحنیفۃ تحت السرۃ وقال الشافعی فوق السرۃ

ترجمہ:۔ اہل سنت کے اماموں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ حالت نماز میں ہاتھ کس جگہ رکھے امام اعظم کہتا ہے کہ ناف کے نیچے رکھے امام شافعی کہتا ہے کہ چھاتی کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھے۔

عمدۃ القاری کی عبارت | الوجہ الثالث فی مکان الوضع فعندنا تحت السرۃ وعند الشافعی علی الصدر

ترجمہ:۔ حنفی مذہب میں علامہ عینی فرماتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے اور شافعی مذہب میں ہے کہ چھاتی کے اوپر باندھے۔

صحیح مسلم کی شرح نووی | وعن احمد روایتان کالمذہبین وروایۃ ثالثۃ انہ مخیر بینہما ولا ترجیح

ترجمہ:۔ امام اہل سنت امام احمد کے ہاتھ باندھنے کی بابت تین فتوے ہیں نمبر ۱ ہاتھ نماز میں چھاتی پر باندھے نمبر ۲ ناف کے نیچے باندھے۔
نمبر ۳۔ خواہ چھاتی پر باندھے یا ناف کے نیچے باندھے آدمی کو اختیار ہے۔

نوٹ:۔ ارباب انصاف آپ نے قوم معاویہ خیل کا اسلام دیکھ کر نبی پاکؐ نے ہزاروں مرتبہ نماز پڑھ کر صحابہ کو دکھائی مگر صحابہ کے حافظہ کے بارے وارے جائیں بیچاروں نے جان بوجھ کر یا بھول کر نماز کو بھانت بھانت کے اقوال کا مجموعہ بنا دیا ہے۔ کیا بات ہے امام مالک کہتا ہے کہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھی جائے اعظم اور شافعی اور احمد بن حنبل کہتا ہے کہ باندھ کر پڑھی جائے۔

دیوبند کی لوح محفوظ میں ہاتھ باندھنے کی بدعت میں

بھانت بھانت کی حکمتیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۶/۲۷۹
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح الباری شرح بخاری ص ۲۲۴/۲۶
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الکفایہ شرح ہدایہ ص ۲۵۰/۱
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب میزان الکبریٰ ص ۱۵۰/۱

فتح الباری کی عبارت | قال العلماء الحکمۃ فی ہذہ الہیئۃ انہ صفۃ السائل الذلیل وہو امنع من العبث واقرب الی الخشوع

ترجمہ:۔ ابن حجر عسقلانی وکیل معاویہ کہتا ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ سنیوں کی طرح نماز میں ہاتھ باندھنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ ہاتھ باندھنا کمینے گداگر کی صورت ہے اور اس طرح فضول کام کرنے سے ہاتھوں کو زیادہ رکاوٹ ہے، اور اس میں خشوع و خضوع بھی ہے۔

(نوٹ) گویا ہاتھ باندھنے والے اللہ کے حضور میں بقول ابن حجر اپنی کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہیں، ابن حجر نے دھوکہ دیا ہے سائل ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں اور وہ اس طرح کہ ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر انگلیوں کے سر کعبہ مراد کی طرف کرتے ہیں جس طرح ہندو بتوں کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں، اور جس طرح سنی نماز میں ہاتھ باندھتے ہیں یہ متکبرانہ انداز ہے اس طرح کوئی بھی سائل سوال نہیں کرتا۔

کفایہ شرح ہدایہ | انما اسرفوا بالاعتماد اشفاقاً علیھم لانھم کانوا یطولون القیام وکان ینزل الدم الی رؤوس اناملھم۔

ترجمہ:۔ ایک وکیل معاویہ ہاتھ باندھنے کی حکمت اس طرح بیان کرتا ہے کہ ہاتھ باندھنے کی بدعت اس طرح شروع ہوئی کہ مسلمان نماز میں قیام کو طول دیتے تھے یعنی زیادہ دیر کھڑے ہوتے تھے اور خون انکی انگلیوں میں اتر آتا تھا پس حکومت کی طرف سے انکو آرڈر ہوا کہ وہ ہاتھ باندھیں۔ نوٹ۔ مذکورہ عبارت سے یہ ثابت ہوگیا کہ ہاتھ باندھنے کی بابت کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح نہیں ہے ہاتھ، باندھنے کی بدعت کے بارے صرف من گھڑت تاویل اور دلیل ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ انکی انگلیوں میں خون نہ اترے وہ نہ باندھے، اور مذکورہ عبارت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لوگ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے خون کی بیماری سے ہاتھ باندھنے کی بدعت جاری ہوئی ہے۔

عمدۃ القاری کی عبارت | ولکن نقول الوضع تحت السرۃ اقرب الی التعظیم وابعد من التشبیہ باھل الکتاب واقرب الی ستر العورۃ وحفظ الازار من السقوط وفی الوضع علی الصدر تشبیہ بالنساء

ترجمہ:۔ بدرالدین عینی ہاتھ باندھنے کی بدعت میں یہ حکمت بیان کرتے ہیں کہ اس میں تعظیم پروردگار زیادہ ہے، اور یہودیوں سے تشبیہ میں زیادہ دوری ہے اور شرمگاہ کو چھپانے کے زیادہ قریب ہے اور دھوتی کے گرنے سے حفاظت ہے اور چھاتی پر ہاتھ باندھنے میں عورتوں سے شباہت ہے اس لیے ہم احناف ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں اور چھاتی پر باندھنا سنت نہیں سمجھتے ہیں۔

(نوٹ) :۔ بدرالدین عینی نے اپنی تقریر میں امام شافعی کے مذہب

کو جھٹلا کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا ہے نیز یہ اشارہ بھی کر دیا کہ ہاتھ باندھنا عبادت نہیں یہودیوں کا کام ہے البتہ اگر ناف کے نیچے باندھیں تو کچھ مقدار یہودیوں سے مشابہت میں کمی ہو جاتی ہے نیز یہ انکشاف بھی فرمایا ہے کہ احناف کے آلہ تناسل نماز میں کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے دبانے میں بھی ہاتھ باندھنا مفید ہو جاتا ہے اور آلہ کے کھڑے ہونے کی وجہ سے ہی احناف کو دھوتی کے گرنے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے اس لئے ہاتھ باندھنا دھوتی کی حفاظت بھی خوب کرتا ہے۔

میزان الکبریٰ کی عبارت | عبدالوہاب شعرانی امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا نوکر کا طریقہ ہے لہذا علماء اور اولیاء تو ہاتھ باندھیں عوام اہل سنت ہاتھ کھول کر نماز پڑھیں اور اسکی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا باندھنے کیطرف ذہن کو متوجہ کرتا ہے اور جب باندھنے کے طرف توجہ ہوگی تو اللہ پاک کے طرف توجہ میں فرق آئیگا اور یہ خامی ہاتھ کھولنے میں نہیں ہے۔

(نوٹ) ارباب انصاف قوم معاویہ خیل نے ہاتھ باندھنے کی بابت بھانت بھانت کی توجیہات سے انہوں نے خود اپنی بنائی ہوئی احادیث کو بھی جھٹلایا ہے۔ کیونکہ اگر ہاتھ باندھنا حکم رسول اللہ ہے تو پھر ان توجیہات کا کوئی مطلب نہیں ہے جب ان کے چار اماموں کے فتاویٰ کو جمع کر کے ہاتھوں کی بابت فیصلہ کرنا پڑے تو عقل مند آدمی اسلام سے ہی بیزار ہو جاتا ہے جن کے امام نماز میں ہاتھوں کی بابت ایک صحیح فیصلہ نہ کر سکیں وہ نظام اسلام کیا چلائیں گے۔

نقشہ نماز میں اہل سنت کے اختلافات

اور بھانت بھانت کے فتاوی کا

	فتوی	حوالہ کتاب	نام مفتی
۱۔	ہر شخص ہاتھ کھول کر نماز پڑھے	ہدایہ ص ۱۰۳ ج ۱	امام مالک
۲۔	ہر شخص نماز واجب میں ہاتھ کھولے سنت میں باندھے۔	اوجز المسالک ص ۱۹۶ ج ۲	
۳۔	سنت نماز میں اگر قیام لمبا ہو تو باندھے۔	اوجز المسالک ص ۱۹۶ ج ۲	امام مالک
۴۔	واجب نماز میں ہاتھ باندھنا مکروہ ہے۔	اوجز المسالک ص ۱۹۶ ج ۲	″
۵۔	ہاتھ باندھ کر نماز پڑھیں	روضۃ الندیہ ص ۹۶ ج ۱	″
۶۔	اگر ہاتھوں سے عبث کام نہ کرے تو کھول کر پڑھے۔	میزان الکبریٰ ص ۱۰۰ ج ۱	امام شافعی
۷۔	ہر نماز ہر شخص ہاتھ کھول کر پڑھے۔	نیل الاوطار ص ۲۰۸ ج ۲	عبداللہ بن زبیر
۸۔	اگر حالت نماز میں بچہ کو بھی اٹھا کر کھڑا ہو تو ہاتھ کھول کر پڑھیں۔	صحیح مسلم کی شرح نووی ص ۱۷۳ ج ۱	محی الدین نووی

	فتوے	حوالہ کتاب	نام مفتی
۹۔	اگر بیوی کے لیئے دروازہ کھولنا ہو تو نماز میں ہاتھ بھی کھول لے	سنن ابی داود ص ۲۴۲ ج ۱	محدث ابوداود
۱۰۔	اگر نماز میں جوئیں مارنا ہے تو ہاتھ کھول کر پڑھیں۔	کشف الغمہ ص ۸۷ ج ۱	امیہ عمر
۱۱۔	اگر نماز میں پنکھا جھلنا ہے تو ہاتھ کھول کر پڑھے۔	فتاوی قاضی خان	قاضی خان
۱۲۔	اگر نماز میں بچھو مارنا ہے تو ہاتھ کھول کر نماز پڑھے۔	صحاح ستہ	محدثین
۱۳۔	عوام لوگ ہاتھ کھول کر نماز پڑھیں اور اولیاء اور علماء ہاتھ باندھ کر نماز پڑھیں۔	میزان الکبریٰ ص ۱۵۰ ج ۱	عبدالوہاب شعرانی
۱۴۔	بسم اللہ پڑھتے وقت کھول رکھے پھر باندھ لے۔	رد المحتار ص ۴۸۷ ج ۱	امام محمد
۱۵۔	ہر شخص تمام نماز میں ہاتھ کھول کر پڑھے۔	نیل الاوطار ص ۲۰۹ ج ۲	امام اہل سنت حسن بصری
۱۶۔	ہر شخص تمام نماز میں ہاتھ کھول کر پڑھے۔	اوجز المسالک ص ۱۹۶ ج ۲	امام اہل سنت محمد بن سیرین
۱۷۔	ہر نماز ہر شخص ہاتھ کھول کر پڑھے۔	روضہ الندیہ	ابراہیم نخعی
۱۸۔	تمام نماز میں ہاتھ کھول کر پڑھیں		سعید بن جبیر

	فتوے	حوالہ کتاب	نام مفتی
۱۹۔	اہل مدینہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے۔	دراسات [illegible] ص ۳۴/۱	محمد معین لاہوری
۲۰۔	ہر شخص کو اختیار ہے چاہے ہاتھ کھول کر نماز پڑھے چاہیے۔ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے	رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمہ ص ۳۷/۱	امام اہل سنت امام الاوزاعی
۲۱۔	ہر شخص کھول کر پڑھے اگر تھک جائے تو راحت کی خاطر باندھے	فتح الباری ۲۲۴/ج ۱	امام اہل سنت ابن حاجب
۲۲۔	کسی بھی نماز میں ہاتھ باندھنا فرض نہیں ہے	ہدایہ شریف ص ۱۰۲	امام اعظم
۲۳۔	نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے واجب نہیں۔	درالمختار ص ۴۸۷/۱	״
۲۴۔	ہاتھ باندھنا نماز میں یہ صرف عادت ہے	روضۃ الندیہ ص ۹۷	نواب صدیق حسن خان صاحب
۲۵۔	نماز میں ہاتھ باندھنا صرف شیعوں کی مخالفت کی خاطر ہے۔	کفایہ شرح ہدایہ ص ۳۵/۱	جلال الدین خوارزمی
۲۶۔	نماز میں ہاتھ باندھنا روسیوں کی وجہ سے ہے	تنویر العینین ص ۹۸	شاہ اسمعیل شہید
۲۷۔	نماز میں ہاتھ باندھنا بدعت ہے	بحر الزخار ص ۲۴۲/ج ۱	احمد بن یحیی

	فتوے	حوالہ کتاب	نام مفتی
۲۸۔	ہاتھ نماز میں ناف کے نیچے باندھے۔	عمدۃ القاری ص ۱۵/ج ۳	امام اعظم
۲۹۔	ہاتھ نماز میں چھاتی کے اوپر باندھے۔	״	امام شافعی
۳۰۔	اختیار ہے چھاتی یا ناف پر باندھے	ج ۱۵ صحیح مسلم کی شرح نووی ص ۴۳/۱	امام احمد
۳۱۔	داہنا ہاتھ باندھے بایاں کھولے	شرح وقایہ ص ۱۰۲ برجندی قول	امام اہل سنت امام ابویوسف
۳۲۔	داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھے	کشوری شرح وقایہ برجندی	
۳۳	دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کی پشت پر رکھ کر کلائی کے جوڑ کو پکڑے	ردالمحتار ص ۴۸۷/۱	امام اعظم
۳۴	خنثی نماز میں ہاتھ چھاتی پر رکھے	ردالمحتار ص ۴۸۷/۱	״

(نوٹ) شرح وقایہ برجندی مجھے نہیں مل سکی اس کے حوالہ کو میں نے علامہ محمد سلطان سرسوی کی اسلامی نماز سے نقل کیا ہے ارباب تحقیق متوجہ رہیں۔

اہل سنت دوستوں کو دعوت انصاف

شاہ عبدالعزیز، زیادہ اختلاف جھوٹ کی دلیل ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تحفۂ اثنا عشریہ صـ۲۳۱ تتمۂ بحث الامامت میں شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اہل تشیع پر بحث کی ہے وہاں شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں شیعوں میں اختلاف ہے اور ہمیں کیا ہے اس اختلاف سے گوشت خر و دندان سگ اور زیادہ اختلاف جھوٹ کی دلیل ہے، پس شیعہ جھوٹے ہیں، ارباب انصاف ہم اس محدث دہلوی کی اس تحقیق کو انکے اوپر لوٹاتے ہیں کہ علماء اہل سنت نے عبادات کی سردار عبادت نماز کا جنازہ نکال دیا ہے، اور انکو بھانت بھانت کے فتاوٰی کا مجموعہ بنا دیا ہے اور گوشت خر و دندان سگ کی کہاوت انکے علماء پر صحیح معنوں میں صادق آتی ہے اور آپ کی تسلی کے لیے نمونہ پیش خدمت ہے۔

اہل سنت کا شیعوں سے اور آپس میں نماز کے مسئلہ میں دس

مقامات پر اختلاف کرنا، اہل دیوبند کے جھوٹے ہونے کا ٹھوس ثبوت ہے

پہلا اختلاف وضو نماز کے لئے ضروری امر ہے اگر وضو باطل تو نماز باطل ہے اور مسئلہ وضو میں اہل سنت کے پاؤں دھونے کی بابت بھانت بھانت کے فتوے آپ نے اسی رسالہ میں پڑھ لیے ہیں کوئی سنی کہتا ہے کہ دھونا فرض ہے کوئی معاویہ خیل کہتا ہے دھونے اور مسح کرنے میں آدمی کو اختیار ہے کوئی

لطف طلار کہتا ہے کہ دھونا اور مسح کرنا دونوں بجا لائیں، اگر زیادہ اختلاف جھوٹ کی دلیل ہے تو پاؤں دھونے کے مسئلہ میں اہل سنت آپس میں اختلاف کرکے جھوٹے ہو گئے۔

دوسرا اختلاف | اعضاء کے الٹا سیدھا دھونے کا اہل سنت اعضاء وضو کو الٹا دھو کر فطرت کی مخالفت کرتے ہیں نیز اس مسئلہ میں بھی انکے بھانت بھانت کے فتوے ہیں

تیسرا اختلاف | نماز میں تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانے یا نہ اٹھانے میں ہے اس مسئلہ میں تو اہل سنت کا اختلاف اتنا بڑا ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ہم خیال شاہ اسماعیل شہید نے کتاب تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین لکھ ماری ہے اور اس مسئلہ میں اہل سنت کے بھانت بھانت کے فتوے جمع کرکے تمام اہل سنت کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔

چوتھا اختلاف | نماز میں بسم اللہ کے بلند آواز سے پڑھنے میں ہے اہل سنت گواہ ہیں کہ اس مسئلہ میں انکی احادیث اور فتاوٰی میں بہت اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ سے معاویہ کا بسم اللہ کی چوری کرنا ہے اس مسئلہ میں اہل سنت نے امام الہدیٰ حضرت علیؑ کی مخالفت کرکے اور معاویہ کی موافقت کرکے اپنے منہ پر لعنت کی سیاہی ملی ہے۔

پانچواں اختلاف | الحمد کے پڑھنے کے بعد آمین کا پڑھنا ہے اور پھر اس میں اختلاف کہ آمین بلند پڑھے یا دل میں، کتب اہل سنت گواہ ہیں، اگر اس مسئلہ میں بھی انکے بھانت بھانت کے فتوے ہیں۔

چھٹا اختلاف | التحیات کے پڑھنے کے بارے میں ہے، چونکہ نواصب کو آل محمدؐ سے نفرت ہے اور دشمنان آل محمد سے بہت پیار ہے۔ لہذا درود شریف پڑھتے وقت نواصب کو سخت تکلیف ہوتی تھی، اسلئے بیچارے امام

اہل سنت امام شافعی کو یہ فتویٰ دینا پڑا کہ جو شخص نماز میں آل محمد پر درود شریف نہ پڑھے گا اسکی نماز نہیں ہے

ساتواں اختلاف | اہل سنت نماز کے ختم کرتے وقت خانہ کعبہ سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے جنکی نماز قبول نہیں ہوتی فرشتہ نماز کو انکے منہ پر مارتا ہے اس لئے اس ناجی نمازی کا منہ قبلہ کی طرف سے پھر جاتا ہے۔

آٹھواں اختلاف | دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کا ہے اہل سنت کے عمل اور انکی کتابوں کا اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے اور بھانت بھانت کے فتوے ہیں۔

نواں اختلاف | آذان اور اقامہ کے مسائل ہیں۔ نواصب نے الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کی آذان میں بدعت جاری کر کے اپنے گلے میں ایک مصیبت ڈالی ہے کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ فصول آذان کتنے ہیں۔ من النوم کس نے کہا کیوں کہا کب کہنا چاہیئے نیز آذان اور اقامت کے دیگر مسائل میں انکے بھانت بھانت کے فتوے ہیں۔

دسواں اختلاف | نماز میں قیام کے وقت ہاتھ کہاں رکھے جائیں ہمارا پیش کردہ نقشہ اس کا محسوس ثبوت ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف کی تمام حدیں علماء اہل سنت نے توڑ دیں ہیں کوئی کہتا ہے کہ دونوں کھول کر پڑھیں اور اہل سنت کا امام ابو یوسف کہتا ہے کہ ایک کھولو اور دوسرا چاہیئے کھول کر اور چاہیئے باندھ کر نماز پڑھیں۔ نقشہ مذکورہ میں آپ قوم معاویہ کے بھانت بھانت کے فتوے پڑھ کر فیصلہ فرماویں کہ بقول شاہ عبدالعزیز سنی کے اگر زیادہ اختلاف گوشت خر اور دندان سگ ہے تو یہ اختلاف ان نبو امیہ کے کتوں میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اگر زیادہ اختلاف جھوٹ کی دلیل ہے تو نماز میں اہل سنت کے آپس میں اختلاف کے باعث تمام اہل سنت جھوٹے ثابت ہو گئے۔

میر صاحب کا نماز میں بوقت قیام ہاتھ باندھنے کی مذمت پر نواصب کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ

ایک مرتبہ میرے پرانے دوست میر صاحب مجھے ملے میں نے کہا جناب کبھی نواصب سے ہاتھ باندھنے کی مذمت پر بھی آپکی بات چیت ہوئی ہے انہوں نے فرمایا ہاں اور میں نے انکو اس دنگل میں سر کے بل دے پٹکا میں نے کہا ذرا اختصار کے ساتھ بیان فرمایئے کہ ہاتھ باندھنے کی مذمت پر اپنے قرآن پاک سے کیا ثبوت پیش کیا تھا میر صاحب نے کہا

پہلا ثبوت | قرآن پاک پارہ نمبر ۱۰ نمبر ۱۵ سورہ توبہ آیت نمبر ۶۷
وَالْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

ترجمہ :۔ منافق مرد اور منافق عورتیں برائی کی رغبت دلاتے ہیں اور بدی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں اور ہاتھوں کو سمیٹ لیتے ہیں اور باندھ لیتے ہیں منافق خدا کو بھول گئے خدا نے انکو بسرا دی تحقیق منافق ہی فاسق ہیں۔

تقریب استدلال | اس آیت میں ہاتھ باندھنا منافقوں کی نشانی بتائی گئی ہے: اور ہاتھ باندھنا دوسرے صفتوں کے ساتھ منافقین کی مذمت ہے۔ اگر منافق ہاتھ نہ باندھتے تو خدا تعالیٰ انکی مذمت نہ کرتا اور جس چیز کی عبادت میں دخل نہیں ہو سکتی پس جب ہاتھ باندھنے کی اللہ پاک نے مذمت کر دی تو نماز جیسی عظیم عبادت میں یہ ہاتھ باندھنا داخل نہیں ہو سکتا۔

(اللہ پاک مذمت کرے وہ چیز کیسی)

نواصب کی طرف سے غور
میر صاحب نے کہا کہ میرے اس بیان اور دلیل کو سن کر سب مولانا صاحبان پریشان ہو گئے اور پھر چیخنے لگے کہ اس آیت میں بے شک ہاتھ باندھنے کی مذمت ہے مگر اسکا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔

میر صاحب کا دندان شکن جواب
میر صاحب نے فرمایا کہ اس آیت میں ہاتھ باندھنے کی مذمت کا ذکر عام ہے کسی خاص چیز سے اسکو مختص نہیں کیا گیا آپ یوں سمجھیں کہ ہاتھ باندھنا بُرا ہے مگر کہاں حج کرتے وقت یا زکواۃ دیتے وقت یا روزہ رکھتے وقت یا جہاد کرتے وقت ہاتھ باندھنے کی بُرائی کے وقت کو نہیں بیان کیا گیا معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنے کی مذمت عام ہو گئی جسکا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ باندھنا بُرا اور بد ہے کسی جگہ بھی ہاتھ باندھے خواہ جہاد کرتے وقت ہاتھ باندھے تو بھی بد ہے خواہ نماز پڑھتے وقت ہاتھ باندھے تو بھی بد اور بُرا ہے۔

دوسرا ثبوت
قرآن پاک پارہ نمبر ۶ ع ۱۳ سورة المائدہ آیت نمبر ۶۴
وقالت الیھود ید اللّٰہ مغلولة غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء۔
ترجمہ :۔ اور یہود نے کہا کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں انکے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور انکو اس کلام پر جو انہوں کیا لعنت کی گئی ہے بلکہ خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔

تقریب استدلال
ہاتھ باندھنا وہ بُری صفت ہے کہ جب یہود نے اسکی نسبت اللہ پاک کی طرف دی تو اللہ میاں اتنا غضب ناک ہوا ہے کہ فوٹ ان پر لعنت فرمائی ہے معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنا وہ بُرائی ہے کہ جو اس بُرائی کی کسی کی طرف نسبت دے وہ لعنتی ہے اور اسی سے اندازہ فرمائے کہ اگر کوئی۔

اس بُری سنت پر عمل کرے گا تو وہ کتنا بڑا لعنتی ہو گا۔ اور اس آیت کا نماز کے ساتھ اس طرح تعلق بنتا ہے کہ بندھے ہوئے ہاتھوں سے کوئی نیکی نہیں کی جا سکتی اور نماز بھی تو ایک نیکی ہے، لہٰذا یہ نیکی بھی بندھے ہوئے ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی۔

دلعبادۃ اخری
چونکہ یہ آیت اہم تھی میر صاحب نے اسکی اس طرح دوبارہ تشریح فرمائی بقول میر صاحب میں نے تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف جو کہ کتب اہل سنت میں نکال کر فوراً مولانا صاحبان کو دکھائیں اور علم بلاغت کی کتاب جو سنی عالم تفتازانی کی لکھی ہوئی ہے وہ بھی پیش کی قانون ہے کبھی جملہ خبریہ انشاء کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً رضی اللہ عنہ یہ جملہ خبریہ ہے اور دعا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اسی طرح "غلت ایدیھم" یہ جملہ خبریہ ہے اور اللہ پاک نے یہود کیلئے اسکو بد دعا کے معنی میں استعمال فرمایا ہے، معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کسی پر ناراض ہوتا ہے تو اسکو یہ بد دعا کرتا ہے کہ اسکے ہاتھ بندھے جائیں لہذا جو لوگ نماز میں ہاتھ باندھ لیتے ہیں معلوم ہوا کہ انکو بھی خدا تعالے کی بد دعا لگی ہے۔

میر صاحب نے ایک اور پینترہ بدلا
میر صاحب نے کہا کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں ہاتھ کھلا رہنا عزت کی علامت ہے اور ہاتھ بندھا رہنا ذلت اور رسوائی کی نشانی ہے اسی لئے تو اللہ پاک نے پارہ ۲۹ سورہ الحاقہ آیت ۳۰ میں فرمایا ہے۔ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ، یعنی اسکو پکڑ لو اور اسکے ہاتھ باندھ لو اور سورہ دھر پارہ نمبر ۲۹ میں فرمایا ہے، انا اعتدنا للکفرین سلٰسلا واغلٰلا وسعیرا"

کہ ہم نے کافروں کے لیے زنجیر اور انکے ہاتھ کو باندھنا اور دوزخ کی آگ تیار کی ہے اور مومن کو اللہ پاک کسی ذلیل وخوار یہودی کی طرح دیکھنا پسند نہیں کرتا پس یہودی کی طرح ہاتھ باندھ کر اللہ کے حضور میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے

تیسرا ثبوت | قرآن پاک پارہ ۲۹ سورہ قلم آیت ۳۵ ، افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون !

ترجمہ :- کیا مسلمین کو ہم مجرمین کی مانند بنا دیں گے تم کیسی بات کہتے ہو بقول میر صاحب میں نے مولانا صاحبان کو للکار کر کہا کہ برے اور مجرم آدمی کو سزا کی خاطر جب کٹہرا عدالت میں پیش کیا جاتا ہے تو اسکے ہاتھ باندھ کر لایا جاتا ہے اگر نمازی مجرم ہے اور نماز سزا ہے تو پھر نمازی مجرم کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے لیکن نماز تو مومن کی معراج ہے اور جب نبی کریمؐ معراج پر گئے تھے تو کیا انکے ہاتھ باندھ کر فرشتہ انکو لے گیا تھا حالت نماز تو بندہ پر نزول رحمت کی گھڑی ہوتی ہے اور رحمت کی گھڑی میں خدا تعالیٰ اپنے بندے کو مجرم کی حالت میں دیکھنا پسند نہیں کرتا اگر نمازی مجرم ہے تو اس پر خدا اپنی رحمت کیوں نازل فرماتا ہے بقول میر صاحب میرے اس بیان کو سن کر تمام مولانا صاحبان چکرا گئے۔

چوتھا ثبوت | پھر بقول میر صاحب میں نے تمام علماء کو دیانت اور انصاف کا واسطہ دیکر سوال کیا کہ ان کے ہاتھوں کا کھلا ہوا ہونا اور بدن کے ساتھ لٹکا ہوا ہونا یہ قانون فطرت کے مطابق ہے لہذا نماز میں بھی حالت قیام میں یہ ہاتھ قانون فطرت کے مطابق ہوتے ہیں اور کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور انکی بابت یہ سوال کرنا کہ ثبوت پیش کرو نماز ہاتھ کھول کر پڑھی جائے یہ بے معنی سوال ہے اور ہاتھوں کو بجر اور ٹھہرا کرنا

جس طرح کہ اہلسنت دوست ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یہ خلاف فطرت ہے پس اہل سنت دوستوں کو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت قرآن پاک سے پیش کرنا چاہیے۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ آج تک کسی سنی علامہ نے ہاتھ باندھنے کا ثبوت قرآن پاک سے پیش نہیں کیا۔

پانچواں ثبوت | بقول میر صاحب میں نے علماء دیوبند کو للکار کر کہا کہ دین اسلام کے بیان کی ٹھیکداری پر بقول دیوبندی دوستوں کے صحابہ کرام کا قبضہ ہے لہذا تم کسی صحابی کا قول پیش کریں کہ اس امر کی گواہی دے کہ نبی کریمؐ نے امت کو حکم دیا ہو کہ تم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھو تمہاری کتابیں قال قال رسول اللہ سے پر ہیں تو ہاتھ باندھنے کی بابت بھی تم قال قال رسول اللہ دکھاؤ نماز میں ہاتھ باندھنا خلاف فطرت ہے اور منافی اصل ہے پس تم دیوبندیوں پر فرض ہے کہ تم نبی کریمؐ کی زبانی یہ ثابت کرو کہ انجناب نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں تم ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا اور اگر تم فرمان رسول نہیں دکھا سکتے تو معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ باندھنے کی بدعت کو تم نے خود جاری کیا ہے۔

چھٹا ثبوت | بقول میر صاحب میں نے دیوبندی علماء کو للکار کر کہا کہ تمہارے عقیدے میں خلفاء راشدین کا بہت بڑا مقام ہے اور بقول، تمہارے حضرت امیر عمر صاحب نماز میں جوئیں مارتے تھے ہیں نے تمام علماء کو چیلنج دیا کہ ذرا اپنے ہاتھ باندھ کر ایک جوں تو مار کر دکھاؤ جب تم ایک جوں بھی بندھے ہوئے ہاتھوں سے نہیں مار سکتے تو پھر امیر عمر جوؤں کا نماز میں قتل عام کس طرح کرتے تھے، معلوم ہوا کہ خلفاء بھی نماز میں ہاتھ کھول کر کھڑے ہوتے تھے کیونکہ رکوع اور سجود میں تو ہاتھوں کو گھٹنوں اور زمین پر رکھنا ضروری ہے

ساتواں ثبوت | بقول میر صاحب ہم نے مولانا صاحبان کو للکار کر کہا کہ خلفاء کے بعد صحابہ کرام بھی تمہارے عقیدے کے مطابق دین اسلام کے ستون ہیں اور اس کتاب میں حوالہ جات گذر چکے ہیں کہ ابوبکر کا نواسہ اور بی بی عائشہ کا بھانجا عبداللہ بن زبیر ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا تھا معلوم ہوا اس نے اپنی ماں اُمی خالہ عائشہ اور نانا ابوبکر کو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے دیکھا تھا اور اسی سے معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنے کی بدعت تم نے بعد میں جاری کی ہے اور اب بھی اس بدعت پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

آٹھواں ثبوت | بقول میر صاحب ہم نے مولانا صاحبان کو للکار کر کہا کہ صحابہ کرام کے بعد تابعین کا تمہارے عقیدہ میں بہت بڑا مقام ہے اور اسی رسالہ میں حوالہ جات آپکو بہت ملیں گے کہ ابن سیرین اور دوسرے تابعین بھی نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنے والی بدعت تم نے تابعین کے دور کے بعد صحابہ اور تابعین کی مخالفت کرتے ہوئے جاری کی ہے۔

نواں ثبوت | بقول میر صاحب ہم نے ملاں اعظم کو یہ دعوت فکر بھی دی کہ چار اماموں کا اہل سنت میں بلند مقام ہے اور کتب اہل سنت گواہ ہیں کہ ان چار میں دو امام حضرت مالک اور حضرت شافعی انکا فتوٰی یہ ہے کہ نماز میں ہاتھ کھول کر رکھیں اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ہماری چاروں فقہ حق ہیں پس جب تمہاری دو فقہ اور دو اماموں کا فیصلہ ہے نماز میں ہاتھ کھول کر رکھیں تو معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ کھول کر رکھنا حق ہے اور اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا بدعت ہے اگر نماز میں ہاتھ کھولنا بے دینی یا بدعت ہوتا تو اہل سنت کے دو امام یہ بدعت نہ کرتے

دسواں ثبوت | نماز میں ہاتھ باندھنا فرض اور واجب نہیں ہے

بقول میر صاحب ہم نے علماء دیوبند کو دیانت اور انصاف کا واسطہ دیکر پوچھا کہ جب تمہارے مذہب میں آج تک کسی نے یہ فتوٰی ہی نہیں دیا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا فرض اور واجب ہے تو اسکا مطلب یہ ہے ہوا کہ اگر کوئی شخص ہاتھ کھول کر نماز پڑھے تو اسکی نماز بھی صحیح ہے۔

میر صاحب کا نواصب کو چیلنج

بقول میر صاحب ہم نے علماء دیوبند کو چیلنج کردیا کہ تم قرآن پاک کی کسی آیت میں یا نبی کریم کی کسی حدیث میں یا تم اپنے ہی کسی امام یا مفتی کے فتوی میں یہ چیز دکھاؤ کہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا گناہ ہے اور نماز باطل ہے بقول میر صاحب میرے چیلنج کو سن کر علماء دیوبند چکرا گئے اور پھر انہوں نے راہ فرار یوں اختیار کی کہ چونکہ نماز کا وقت ہوگیا ہے اور کھانا بھی دوپہر کا تیار ہے اس لئے پرانشت برائے وقفہ نماز وطعام ختم کردی جائے۔ اُسکے بعد صدر مناظرہ نے وقفہ کا اعلان فرمادیا اور ملاں لوگوں کی جان چھوٹ گی

مسجد میں دیوبندی علماء کی کھسر پھسر

بقول میر صاحب مسجد میں مولانا صاحبان پھسر پھسر کرتے رہے کہ بھائی اپنے جاہلوں کو سمجھاؤ کہ شیعوں سے مناظرہ نہ کیا کریں کیونکہ مناظرہ سننے سے ہمارے عوام فقہ دیوبند سے بدظن ہوجاتے ہیں۔

نشست دوم میں میر صاحب سے نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے کے ثبوت کا مطالبہ اور میر صاحب نے ملاؤں کو کس طرح چیلنج کیا

بقول میر صاحب دوسری نشست کچھ دیر سے شروع ہوئی اور وجہ یہ تھی کہ جب ہم بلانے کے لئے آدمی بھیجتے تھے تو یہی جواب ملتا تھا کہ ابھی مولانا صاحب کھانا کھا رہے ہیں۔ خیر اللہ اللہ کر کے دوسری نشست شروع کروائی اور پہلی ٹرن میں میں نے خطبہ کے بعد یہ شعر سنا دیا۔

شعر: خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

بقول میر صاحب اس شعر کے بعد تو مولانا صاحب کا پارہ بہت ہی چڑھ گیا اور دیوبندی مناظر نے سب باتیں چھوڑ کر اس بات پر بہت زور دیا کہ تم اپنے مذہب کی کسی حدیث کی کتاب میں یہ دکھاؤ کہ تمہارے کس امام نے ہاتھ کھول کر نماز پڑھی ہے۔

شیعوں کی کتاب سے نماز میں ہاتھ کھول کر رکھنے کا ثبوت

بقول میر صاحب پہلے تو میں نے تسہیل القاری شرح بخاری صفحہ ۸۴۰ جز ۳ وحید الزمان کھول کر یہ عبارت پڑھ کر سنائی کہ علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں کہ اگر نماز میں ہاتھ باندھنا واجب ہوتا تو اہل بیتؑ کرام اسکو ترک کیوں کرتے یہ عبارت اس امر کا ٹھوس ثبوت ہے کہ اہل بیتؑ کرام نے ہاتھ باندھنا ترک کیا ہے اور اسی سے معلوم ہوا کہ وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اور پھر میں نے نیل الاوطار صفحہ ۲۰۸ ج ۲ کتاب الصلوۃ سے امام محمد باقر علیہ السلام

کا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا دکھایا مگر مولانا صاحبان نے شور کیا یہ دونوں کتب ہیں اہل سنت کی ہیں تم شیعوں کی کتابوں سے دکھاؤ ہم تب مانیں گے۔

میر صاحب کتب شیعہ پیش فرماتے ہیں

۱۔ فروع کافی صفحہ ۳۱۱ ج ۳ مولف ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی

۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۸۱ باب وصف الصلوۃ مولف ابو جعفر محمد بن بابویہ قمی

۳۔ تہذیب الاحکام صفحہ ۸۱ ج ۲ باب تکبیرات الصلوۃ مولف ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی

۴۔ وسائل الشیعہ صفحہ ۷۲۶ ج ۴ باب عدم جواز التکفیر مولف محمد بن الحسین الحر العاملی

فروع کافی کی عبارت: فقام ابو عبد اللہ مستقبل القبلۃ منتصبا فارسل یدیہ جمیعا علی فخذیہ ترجمہ حماد بن عیسیٰ کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب نماز کا طریقہ تعلیم فرمایا تو امام پاک نے اسکو نماز پڑھ کر دکھائی اور وہ اس طرح کہ آنجناب خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے سیدھا کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھوں کو اپنی رانوں پر سیدھا چھوڑ دیا اور ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھا اور من لا یحضرہ میں بھی یہی حدیث لکھی ہے۔

تہذیب الاحکام کی عبارت: وارسل یدیک ..... ولتکونا علی فخذیک قبالۃ رکبتیک۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے نماز پڑھنے کا طریقہ تعلیم دیتے وقت فرمایا کہ آپ نماز پڑھتے وقت دونوں ہاتھوں کو کھول دیں اور وہ دونوں تمہاری رانوں پر ہوں دونوں گھٹنوں کے سامنے

نوٹ۔ جس طرح ہمارے اماموں نے نماز کا طریقہ تعلیم دیا ہے تم بھی ثابت کرو کہ تمہارے ابو بکر عمر نے عثمان معاویہ نے اس طرح طریقہ نماز تعلیم دیا ہو۔

وسائل الشیعہ کی عبارت | قال قلت له الرجل یضع الرجل یده فی الصلوٰۃ وحکی الیمنی علی الیسریٰ فقال ذلک التکفیر لا یفعل

ترجمہ :- محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ کیا آدمی نماز میں ہاتھ باندھ سکتا ہے دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ سکتا ہے امام پاکؑ نے فرمایا کہ اس طرح کرنا تکفیر ہے اور ایسا نہ کیا جائے ۔

دوسری حدیث | لا تکفر فانما یصنع ذلک المجوس
امام پاکؑ نے فرمایا کہ ہاتھ نماز میں نہ باندھیں یہ مجوس کفر کا فعل ہے ۔

تیسری حدیث | امام علی بن الحسین نے فرمایا کہ ہاتھ باندھنا نماز میں یہ نماز میں نماز کے علاوہ ایک عمل اور کام ہے نماز میں دوسرا کام نہ کیا جائے چوتھی حدیث | امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نمازی نماز میں ہاتھوں کو جمع نہ کرے کیونکہ وہ اس طرح مجوس کفار کے مشابہ ہوتا ہے ۔

نوٹ :- بقول میر صاحب ہاتھ باندھنے کی مذمت قرآن پاک سے میں پہلے دیکھا چکا تھا اور پھر جب شیعہ کتب سے نماز میں ہاتھ باندھنے کی مذمت میں نے دیکھائی اور کتاب وسائل شیعہ سے میں نے چار حدیثیں پیش کی تو دنیا کی آنکھیں کھل گئی اور سب نے مان لیا کہ شیعوں کا مذہب قرآن کے مطابق ہے مگر ملاں لوگ اپنی ضد پر ڈٹے رہے ۔ پھر طے یہ پایا کہ کسی اور تاریخ پر دوبارہ مناظرہ رکھا جائے اور اہل سنت علماء نماز میں باندھنے کے وجوب اور مدح پر ثبوت پیش کریں نئی تاریخ کا اعلان ہوا اور مناظرہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا ارباب انصاف جناب میر صاحب کی زبانی ہیں نے جو مواد اس مسئلہ

میں پیش کیا ہے نہایت قیمتی ہے اور اس پر خاص توجہ دیں اور اس کو زبانی یاد کریں۔

میر صاحب کا دوسرا مناظرہ اور اہل دیوبند سے انکا یہ مطالبہ
کہ ہاتھ باندھنے کا ثبوت تم قرآن پاک سے پیش کرو

ارباب انصاف بقول میر صاحب مقررہ تاریخ پر دوسرا مناظرہ ہوا اور میر صاحب نے مجھے بتایا کہ میں اس نکتہ پر ڈٹ گیا اور میں نے دیوبند کے تمام پوپ پالوں کو یہ چیلنج کر دیا۔

پچاس ہزار روپے نقد انعام دونگا اگر کوئی سُنی
مولوی نماز میں ہاتھ باندھنے کا قرآن پاک سے ثبوت پیش کر دے

میر صاحب کے بقول میں نے تمام ملاں ازم کو للکارا کہ کہ کوئی ملاں مجھے قرآن مجید سے نماز میں ہاتھ باندھنے کا ثبوت پیش کرے اور مجھ سے نقد انعام وصول کرے جب تم شیعوں سے بات چیت کرتے ہو تو تمہاری یہی فرمائش ہوتی ہے کہ ماتم قرآن سے دکھاؤ، گھوڑا قرآن سے دکھاؤ علم قرآن سے دکھاؤ تعزیہ قرآن سے دکھاؤ علی ولی اللہ قرآن سے دکھاؤ بقول میر صاحب میں نے کہا میں زیادہ سوال نہیں کرتا تم سب ملاں ازم ملکر آج مجھے نماز میں ہاتھ باندھنے کا ثبوت قرآن سے دکھاؤ میرے چیلنج کو سنکر ملاں ازم کے ہاتھ بجائے قرآن پاک کی طرف جانے کے بار بار داڑھیوں پر جاتے تھے اور خدا گواہ ہے ملاں مجھے گھور گھور کر دیکھ رہا تھا کہ اس خبیث نے ہماری عزت اور ہمارا علمی دبدبہ سب خاک میں ملا دیا ، خدا اس رافضی کا بیڑا غرق کرے

علماء دیوبند نے بیچارے میر صاحب کو سر کے بل پھینکا

بقول میر صاحب ایک ملاں میرے چیلنج کے بعد اٹھا اور اس نے اپنے داھڑے کی طرح ایک لمبا اعوذ پڑھا اور کہنے لگا کہ بے شک قرآن پاک میں وقت نماز حالت قیام میں سینوں کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا ثبوت نہیں ہے اور یہ بدعت کسی زمانہ میں ہمارے بڑوں نے جاری کی ہے مگر میر صاحب آپ بھی ابھی تک ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا ثبوت قرآن پاک سے نہیں پیش کر سکے اگر ہے تو بیان کرو۔

قرآن پاک میں ہاتھ باندھنے کی مذمت موجود ہے

بقول میر صاحب اس دیوبندی کے سوال کے بعد میں نے ملاں ازم کو دیانت اور انصاف کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا میں نے پہلی نشست مناظرہ میں تین عدد آیات ہاتھ باندھنے کی مذمت پر نہیں پیش کی جب قرآن پاک میں ہاتھ باندھنے کی مذمت موجود ہے تو پھر نماز میں ہاتھ کھلے رکھنے خود بخود ثابت ہو گئے کیونکہ ہاتھ تو کھلے ہیں اور انکو پھر کھلے رکھنے کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

میر صاحب کی عوام شیعہ کو ہدایت

بقول میر صاحب میں نے شیعہ عوام کو یہ تاکید فرمائی کہ جب کسی سنی سے تمہاری بحث ہو تو تم اس سے نماز میں ہاتھ باندھنے کا ثبوت طلب کرو اور اس طلب پر ڈٹ جاؤ۔ ہاتھ کھلے رکھنے کا ثبوت پیش کرنا یہ بات تم اپنے ذمہ مت لیں کیونکہ ہاتھ تو کھلے ہیں اور جب کھلے ہیں تو پھر انکا کیا ثبوت ہوگا

میر صاحب کا ملاں ازم کو دوسرا چیلنج کہ تم اپنے کسی امام کا فتوی پیش کرو کہ ہاتھ باندھنا فرض اور ضروری ہے

بقول میر صاحب میں نے دیوبندی دوستوں کو دیانت اور انصاف کا واسطہ دے کر سوال کیا کہ تم اپنے امام اعظم کا کوئی فتوی یا کوئی فرمان پیش کرو کہ نماز میں بوقت قیام ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا ضروری ہے اور فرض اور واجب ہے۔ مدعی ست اور گواہ چست کی کہاوت تم پر آفٹ آتی ہے بقول میر صاحب اس مناظرہ میں بے شمار داھڑے اکٹھے تھے اور بے شمار کتابیں انکے پاس موجود تھی اور ہر کتاب کو انہوں نے خوب چیک کیا مگر امام اعظم کا فتوی نہ مل سکا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا ضروری ہے میر صاحب نے کہا کہ بہت افسوس ہے کہ نماز میں ہاتھوں کے مسئلہ میں تمہارے اماموں کے بھانت بھانت کے فتوے ہیں مگر تمہارے کسی امام نے یہ جرأت نہیں کی کہ فتوی دے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا فرض اور واجب ہے اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا گناہ ہے معلوم ہوا کہ اندر اندر تم یہ مانتے ہو کہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھنا جائز ہے اور ہمارے اماموں نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھیں اور ہاتھ باندھنا تکفیر ہے اور کفار مجوس سے مشابہت ہے اور ہمارے مجتہدین نے فتوی دیا ہے کہ نماز ہاتھ کھول کر پڑھنا واجب ہے بقول میر صاحب اسکے بعد مناظرہ ختم کر دیا گیا اور ملاں لوگ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ رافضیوں سے مناظرہ مت کریں اس طرح ہمارے پاک مذہب کے بارے عوام کے دلوں میں شکوک

وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔

دیوبند کی طرف سے ہاتھ باندھنے کا ثبوت اور نبی کریم پر بہتان

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۱۴۴/۱ باب وضع الیمنی

عبد اللہ بن مسلمہ عن مالک عن ابی حازم عن سہل بن سعد قال کان الناس یؤمرون ان یضع الرجل الید الیمنی علی ذراعہ الیسری فی الصلوۃ قال ابو حازم لا اعلمہ الا ینمی ذالک الی النبی قال اسمٰعیل ینمی ذالک ولم یقل ینمی

ترجمہ :۔ سہل بن سعد کہتا ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ مرد اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے نماز میں ابو حازم کہتا ہے کہ مجھے کچھ معلوم نہیں مگر یہ کہ سہیل اسکی نبیؐ پاک کی طرف نسبت دیتا تھا اسمعیل کہتا تھا کہ ینمی ذالک کہ اسکی نسبت دی جاتی تھی و لم یقل ینمی اور یہ نہیں کہا کہ نسبت دیتا تھا۔

یہ حدیث نماز میں ہاتھ باندھنے کو ثابت نہیں کرتی شیعوں کی طرف سے اسکے جواب

پہلا جواب | اسکے چار راویوں میں سے ایک راوی اہل سنت کا امام مالک بن انس ہے اور یہ امام مالک خود ہاتھ کھول کر نماز پڑھتا تھا پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث خود امام مالک کے نزدیک جھوٹی حدیث تھی اگر اس حدیث میں رائی برابر بھی سچ ہوتا تو خود امام مالک اسکی مخالفت نہ کرتا۔ اور اس حدیث کی اہل سنت مالکیہ آج تک مخالفت کر رہے ہیں اور ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں پس جس حدیث کی خود اہل سنت اور انکی امام نے مخالفت کی ہے

وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسکو شیعوں کے سامنے پیش کیا جائے مدعی سست اور گواہ چست اسی کو کہتے ہیں اہل سنت کا یہ حال ہے کہ پلے نہیں دھیلہ تے کردی کے میلہ میلہ

دوسرا جواب | اس روایت میں لفظ یؤمرون ہے جسکا معنی ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا اور جس چیز کا حکم اور آڈر دیا جائے وہ چیز فرض اور واجب ہوتی ہے۔ امر کا مادہ حقیقت ہے وجوب میں۔ اور تمام اہل سنت فرقوں کی کتابیں ہم نے دیکھی ہیں کسی میں یہ نہیں لکھا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا فرض اور واجب ہے بلکہ سب نے لکھا ہے کہ ہاتھ باندھنا فرض اور واجب نہیں ہے بلکہ سب نے لکھا ہے کہ ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ روایت اہل سنت علماء کے نزدیک صحیح نہیں ہے اگر یہ روایت درست ہوتی تو علماء اہل سنت اسکی مخالفت نہ کرتے۔

تیسرا جواب | اس روایت میں یہ نہیں لکھا کہ ہاتھ باندھنے کا نبیؐ پاک حکم دیتے تھے بلکہ یوں لکھا ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا۔ اور حکم دینے والے کا نام نہیں بتا گیا احتمال قوی ہے کہ یہ حکم دینے والا خلیفہ تھا اور نبی کریم حکم دینے والے نہیں تھے اسی لیے تو راوی نے چالاکی کی ہے کہ حکم دینے والے کا نام ذکر نہیں کیا اگر حکم دینے والا نبی کریم تھا تو راوی کو کیا مجبوری تھی کہ حضور پاک کے ذکر کو اس نے چھپا دیا تھے۔

ہاتھ باندھنے کا حکم خلفاء نے دیا ہے یہ احتمال قوی ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ظفر الامانی فی مختصر جرجانی صفحہ ۱۱۱

قال الحافظ العینی فی النہایہ شرح الھدایہ علی قول سوار قال هذا غیر مسلم لجواز ان یقول الصحابی امرنا بکذا ونهینا بکذا بعد رسول اللہ

ویکون الامر وانا ھی احد الخلفا الراشدین ۔

ترجمہ : مولانا عبدالحی فرماتے ہیں کہ شرح ہدایہ میں حافظ عینی نے فرمایا ہے کہ صحابی یہ کہہ کر امرنا کہ ہم کو حکم دیا تھا اور منع کیا تھا اس میں یہ احتمال ہے حکم دینے والا یا منع کرنے والا کوئی ایک خلفا ریں سے ہو عبدالحی کی یہ عبارت اس امر کا ٹھوس ثبوت ہے کہ بخاری کی حدیث میں بھی یہ احتمال قوی ہے کہ ہاتھ باندھنے کا حکم دینے والے خلیفہ تھے نبی کریم نے حکم نہیں دیا۔

چوتھا جواب | اس روایت میں ہے کہ ان یضع الرجل کہ مرد ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے جس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے اور عورتیں ہاتھ کھول کر نماز پڑھیں گویا عورتوں کی نماز مردوں سے الگ ہوئی اور نماز ہاتھ کھول کر پڑھنے کا ثبوت بھی بخاری سے مل گیا۔

پانچواں جواب اس رٔایت میں ابہام ہے کہ نماز کی کس حالت میں ہاتھ باندھے جائیں حالت قیام میں یا رکوع میں یا سجود میں یا تشہد میں پس معلوم ہوا کہ اس روایت سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ساری نماز میں ہاتھ باندھ کر رکھیں اور اہل سنت اس روایت کی مخالفت کرتے ہیں مزا تو تب آئے کہ تمام نماز میں ہاتھ باندھ کر رکھیں اور بندھے ہوئے ہاتھوں سے جب رکوع سجود میں جائیں گے تو پتہ چل جائے گا۔

چھٹا جواب | یہ حدیث معنعن ہے یعنی پہلے تو بخاری نے کہا حدثنا بصیغہ جمع پھر تین جگہ عن فلان عن فلان عن فلان ہے اس عنعنہ کی وجہ سے یہ حدیث متصل نہیں ہے اور حدیث کا راوی بھی صرف بخاری کا ہے دوسرے محدثین نے اسکو ترک کیا ہے۔

ساتواں جواب | یہ حدیث مُرسل ہے کیونکہ اس میں نبی کریم کا ذکر نہیں

ہے راوی نے صراحت نہیں کی کہ حکم دینے والا نبی پاک تھا اس میں لفظ ینمی مضارع مجہول ہے کہ نسبت دی جاتی تھی اور یہ قرینہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

خلاصۃ الکلام | اس روایت کو امام اہل سنت امام مالک اور امام شافعی نے صحیح تسلیم نہیں کیا ورنہ وہ نماز میں ہاتھ کھولنے کا فتویٰ نہ دیتے نیز عبداللہ بن زبیر نے اور سعید بن جبیر نے اور محمد بن سیرین نے اور ابن مسیب نے اور امام الاوزاعی نے بھی اس روایت کو ٹھکرایا ہے۔

اہل دیوبند کا نبی کریم پر دوسرا بہتان

۱۔ کتاب اہل سنت صحیح مسلم میں صہ ۱۷۳ کتاب الصلوۃ میں لکھا ہے کہ وائل بن حجر کہتا ہے کہ میں نے نبی کریم کو دیکھا کہ انجناب نماز میں رفع یدین ... دخل فی الصلوۃ کبر ثم التحف ثوبہ ثم وضع الخ نبی پاک نے تکبیر کہی پھر اپنے ہاتھ اپنی چادر میں لپیٹ لیے

جواب

یہ حدیث بھی درست نہیں ہے کیونکہ جو شخص نبی کریم کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اسکو کیسے معلوم کہ نبی کریم نے چادر کے نیچے ہاتھ کہاں رکھے ہیں۔ خلاصۃ الکلام اہل سنت کی تمام کتب حدیث میں فرمان نبی کریم نہیں ملتا کہ انجناب نے فرمایا ہو اور حکم دیا ہو کہ نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا ضروری ہے اسی لیے اہل سنت کے کسی مفتی نے آج تک یہ فتویٰ نہیں دیا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا فرض ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ نے ناصبیت کے تابوت میں آخری میخ ٹھونک دی ہے ۔

اعتراض محدث دہلوی کا کہ شیعہ قبور ائمہ کی طرف رُخ کرکے نماز جائز جانتے ہیں جواب مقبرہ انبیاءؑ اور صلحاء میں نماز پڑھنا جائز ہے

۱ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ارشاد الساری شرح بخاری ص ۴۳۰ / ج ۱، ص ۴۳۸ / ج ۱ باب نبش قبور

۲ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۲۵۲ / ج ۲ المشرکین

۳ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کرمانی کی شرح بخاری ص ۹۳ / ج ۲

۴ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مرقات شرح مشکوۃ ص ۲۰۲ / ج ۲ باب المساجد

۵ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ص ۳۳۰ / ۱

ارشاد الساری کی عبادت | قال فی التوشیح ویستثنی مقبرۃ الانبیاء فلا کراھۃ فیھا ولا یشکل بحدیث لان اتخاذھا مساجد اخص من مجرد الصلوۃ فیھا ۔ **ترجمہ :** شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی نے نقل کیا ہے کہ اس حکم سے کہ مقبرہ میں نماز مکروہ ہے مقبرہ انبیاء الگ ہے اس میں نماز کی کراہت نہیں ہے کیونکہ ان کے اجسام کو مٹی نہیں کھاتی وہ قبروں میں زندہ ہیں اور اس حدیث سے کہ قبور انبیاء کو مساجد نہ بناؤ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ مساجد بنانا اخص ہے اور نماز پڑھنا اعم ہے اور نہی اخص سے لازم اعم نہیں ہوتی ۔

مرقات کی عبارت | اما من اتخذ مسجدا فی جوار صالح او صلی فی مقبرۃ وقصد بھا الاستظہار بروحہ او وصول اثر من آثار عبادتہ الیہ لا للتعظیم لہ والتوجہ نحوہ فلا حرج علیہ الاتری ان مرقد اسماعیل فی المسجد الحرام عند الحطیم ثم ان ذالک المسجد افضل والنہی عن الصلوۃ فی المقابر مختص بالمقابر المنبوشۃ لما فیھا النجاسۃ

ترجمہ : ۔ جو شخص کسی نیک مرد کی قبر کے پاس مسجد بنائے یا کسی نیک مرد کے مقبرہ میں نماز پڑھے اور مقصود اس کا یہ ہو کہ اس کی روح سے مدد طلب کرے یا یہ کہ اسکی عبادت کا کچھ اثر اس کو پہنچے نہ کہ اس کی تعظیم اور اس کی طرف متوجہ ہونا مقصود ہے تو اس نماز میں کوئی حرج نہیں ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ حضرت اسماعیل نبیؑ کی قبر مطہر مسجد الحرام میں حطیم کے پاس ہے اور پھر یہ مسجد سب مسجدوں سے افضل ہے ۔ جسکو نمازی اپنی نماز کے لیے پسند کرے

(نوٹ) ارباب انصاف شیعہ مذہب والے وقت نماز اپنے ائمہ کی قبروں کو کعبہ کا درجہ نہیں دیتے اور نہ ہی حالت نماز میں ان قبور کو اپنی توجہ کا مرکز قرار دیتے ہیں ، اور نماز سے ان قبور کی تعظیم بھی مقصود نہیں ہوتی شیعہ عبادت خدا تعالیٰ کی کرتے ہیں اور نہ وقت نماز کعبہ کی طرف کرتے ہیں لہذا اس طرح نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

نبی پاک عائشہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے

اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف ص ۱۰۵ باب التطوع خلف المرأۃ عن عائشۃ کنت انام بین یدی رسول اللہ ورجلای فی قبلتہ فاذا سجد غمزنی فقبضت رجلی فاذا قام بسطتھا ۔

ترجمہ : جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریمؐ کے سامنے سوجاتی تھی اور میرے پاؤں آنجنابؐ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے جب حضورؐ سجدہ میں آتے تھے تو میرے پاؤں کو دباتے تھے پس میں پاؤں سمیٹ لیتی تھی اور جب حضورؐ کھڑے ہوتے تھے تو پھر میں پاؤں پھیلا دیتی تھی ۔

دھلوی محدث کے عقیدت مند اہل دیوبند کو دعوت انصاف

ارباب انصاف نبی کریم کا نماز پڑھنا اور حضرت عائشہ کا آنجناب کے قبلہ کی طرف لیٹے جانا اس وقت بھی کیا یہ کہنا درست ہے کہ نبی کریم بقصد ثواب اور قربت عائشہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، اگر عائشہ قبلہ کی طرف ہو تو نمازی میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح اگر امام یا نبی کا جسم مبارک بھی نمازی اور قبلہ کے درمیان ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

یہود و نصاریٰ پر اس لئے لعنت آئی ہے کہ وہ قبور انبیاء کی پوجا کرتے تھے جس طرح بتوں کی پوجا کی جاتی ہے اور شیعہ قبور انبیاء اور آئمہ کی پوجا نہیں کرتے اشعۃ اللمعات ص۷۱۲ میں لکھا ہے کہ بعض کتب فقہ میں آیا ہے کہ ماں باپ کی قبروں کو چومنا جائز ہے اور شیعہ کہتے ہیں کہ اظہار محبت کی خاطر انبیاء کی قبروں کو اور ائمہ کی مزارات کو چومنا جائز ہے۔

فقہ دیوبند میں نجس جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ عالم گیری ص۸۳ باب شروط نماز
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاویٰ سراجیہ ص۱۳ باب الصلوٰۃ بالنجاسۃ
۳۔ اہل سنت کی معتبر فتاوی برہنہ منقول از مذہب اثنا عشریہ ص۱۴۲

فتاوی عالمگیری کی عبادت	وان کانت النجاسۃ تحت یدیہ اور کبتیہ فی حالۃ السجود لم یفسد، اگر نجاست سجدے کی حالت میں ہاتھوں

بازانوں کے نیچے ہو تو نماز باطل نہیں ہے۔

(نوٹ) فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے کہ اگر زانوں کی جگہ پلید ہے تو نماز جائز ہے

خلفاء ثلثہ کے زمانہ میں سارے اسلام کی اور خصوصاً نماز کی خوب چیر پھاڑ کی گئی ہے

اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ج۱ ص۱۰۸ باب تضییع الصلوٰۃ

۱۔ عن انس قال ما اعرف شیئا مما کان علی عہد النبی قیل الصلوٰۃ قال الیس ضیعتم ما ضیعتم فیھا،

ترجمہ، صحابی رسولؐ انسؓ فرماتے ہیں کہ جن چیزوں کو میں نے زمانہ رسالت میں دیکھا تھا ویسے تو ان میں کوئی بھی نظر نہیں آتی، لوگوں نے کہا کہ نماز تو ویسی ہی ہے، انس نے کہا کیا تم نے وہ خرابیاں نہیں کی جو نماز میں تم نے خرابیاں کی ہیں،

۲۔ زہری کہتا ہے کہ میں نے دمشق میں انس بن مالک کو دیکھا وہ ہچکی کر کے رو رہا تھا میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا لا اعرف شیئا مما ادرکت الا هذه الصلوٰة و هذه الصلوٰة قد ضیعت،

کہ زمانہ رسالت میں جو چیزیں تھیں ان میں اب کوئی نظر نہیں آتی سوائے نماز کے اور یہ نماز بھی ضائع ہو گئی

نوٹ، تفصیلات کے لئے ہماری کتاب "خصائل معاویہ" کی طرف رجوع کیا جائے کہ ابو ہریرہ وقت نماز جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور کھانا معاویہ کے ساتھ کھاتا تھا اور اعلان بھی کرتا تھا کہ نماز علیؑ کے پیچھے افضل اور بہتر ہے،

یہ حوالہ جات اس بات کا ٹھوس ثبوت ہیں کہ سپاہ صحابہ نے اسلام اور خصوصاً نماز کو برباد کیا ہے،

فقہ دیوبند میں بحالت نماز بچے اٹھانا اور دیگر مفید کام جائز ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۱۰۵ ج ۱ کتاب الصلوۃ
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی ص ۲۰۵ ج ۱
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کشف الغمہ ص ۸۶ ج ۱ فصل ۳
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی قاضی خان ص ۶۲ ج ۱ ذکر فعل کثیر در نماز
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی عالم گیری ص ج ۱ فعل کثیر در نماز
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رد المحتار ص ۶۵۳ ج ۱ فعل کثیر در نماز
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی بزازیہ ص از زہر اثنا عشریہ ص ۱۶۹ ج ۱

کشف الغمہ کی عبادت: کان النبی و اصحابہ یحملون اطفالھم فی الصلوۃ الخ
نبی کریم اور صحابہ بحالت نماز چھوٹے بچوں کو اٹھائے رکھتے تھے۔

(نوٹ) بخاری شریف میں ایک باب ہے اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقہ فی الصلوۃ کہ نماز میں چھوٹی بچی کو گردن پر اٹھائے رکھنا اور پھر امامہ بنت زینب کو نماز میں نبی کریمؐ کے اٹھائے رکھنے کا ذکر ہے اور اس بحث کو مسلم کی شرح نووی میں بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور صحیح مسلم میں یہ باب بھی ہے کہ نماز میں ایک دو قدم چلنا بھی جائز ہے اور فتاوی قاضی خان میں ۳۲ کام لکھے ہیں جو نماز نہیں ہیں اور نماز میں ان کا کرنا جائز ہے ارباب انصاف جب علماء دیوبند نے حالت نماز میں عورت کو چھونے کی اور اسکی شرمگاہ کے دیدار کی اجازت دے دی ہے تو باقی رہ کیا گیا ہے اور ہمارے مذکورہ حوالہ جات سے دہلوی دجال صاحب تحفہ کے ان خرافات کا جواب بھی ہو گیا جو اس نے اپنے تحفہ میں ذکر کیے ہیں۔

فقہ دیوبند میں بحالت نماز جوویں مارنا جائز ہے کیونکہ نماز میں امیر عمر جوویں اس قدر مارتے تھے کہ انکے ناخن رنگین ہو جاتے تھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کشف الغمہ ص ۸۷ فصل ۳، فی الطہارۃ
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی قاضی خان ص ۶۲ ج ۱ افعال کثیرہ در صلوۃ
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المختار ص ذکر فعل کثیر در نماز
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی عالمگیری ص ۱۳۰ ج ۱ فعل کثیر در نماز
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب در المختار ص ۶۵۲ ج ۱ فعل کثیر در نماز
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی بزازیہ منقول از زہر اثنا عشریہ

کشف الغمہ کی عبادت | وکان عمر یقتل القملۃ فی الصلوۃ حتی لیظہر دمہا علی یدہ وکذالک معاذ بن جبل وکان ابن مسعود یدفن القملۃ فی المسجد

ترجمہ: امیر عمر اور معاذ بن جبل نماز میں اس قدر جوویں مارتے تھے کہ انکے ناخن خون سے رنگین ہو جاتے تھے اور ابن مسعود جوؤں کو قتل کر کے مسجد میں دفن کرتے تھے۔

(نوٹ) امیر عمر جیسا نمازی خلیفہ اور امام بھی اچھے نصیب والوں کو ملے گا، اس نمازی اور جنگجو خلیفہ نے تمام زندگی کسی جنگ میں کسی کافر کو قتل نہیں کیا مگر جب نماز شروع کرتا تھا تو بیچاری جوؤں کا اس طرح قتل عام کرتا تھا کہ اسکے ہاتھ خون سے لہولہان ہو جاتے تھے کیونکہ خلیفہ کا خون پی پی کر وہ جوویں بھی بھینس بنی ہوتی تھیں اگر حالت نماز میں حضرت علیؑ سائل کو انگوٹھی دیں تو اہل سنت کو اعتراض ہے کہ کس طرح ہوا نماز میں زکواۃ توبہ توبہ اور اگر نماز میں امیر عمر جوویں ماریں تو امیر عمر نمازی بن گئے۔

دہلوی دجال کی بکواس اور اس کا جواب

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ ص۲۵ باب ۹ مسائل الصلوۃ میں جھوٹ بولنے اور بے حیائی اور بے شرمی کی تمام حدیں توڑ دی ہیں یہ کمینہ لکھتا ہے کہ شیعہ مذہب میں ہے کہ نماز کی حالت میں خوبصورت عورت کو بغل میں اس طرح دبانا کہ آلہ تناسل کھڑا ہو جائے۔ اور آلہ تناسل کو عورت کی فرج کے سوراخ کے سامنے رکھنا کہ بہت سی مذی بہنے لگے تو نماز جائز ہے نیز حالت نماز میں آلہ تناسل کے ساتھ اس طرح کھیلنا کہ وہ کھڑا ہو جائے تو بھی جائز ہے حالانکہ یہ باتیں مناجات پروردگار کے منافی ہیں۔

جواب قوم معاویہ کو چیلنج کہ ثبوت پیش کرو یہ سب اس دجال کی بکواس ہے

ارباب انصاف تحفہ اثنا عشریہ موجود ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس نام کے محدث نے کس طرح جھوٹ بولا ہے۔ اہل سنت دوستوں کو ہماری قلم تحریر کا کافی شکوہ ہے مگر اپنے اس محدث کی زبان بھی دیکھیں کہ دنیا کے تمام کنجروں اور بے حیا لوگوں سے بازی لے گیا ہے ایک تو سفید جھوٹ بولا ہے۔ ہم تمام اہل سنت کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی تمام کتابیں موجود ہیں دکھاؤ یہ مسئلہ کہاں لکھا ہے اور دوسرا جھوٹ بھی ایسا بولا ہے کہ جس کے لئے اس کو ایسے الفاظ لانے پڑے ہیں کہ جسکے پڑھنے سے شرم وحیاء کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ اس طرح جھوٹ بولنے سے مذہب اہل سنت کو ترقی نہیں مل سکتی اس جھوٹ سے دہلوی دجال نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ان کا ہیرو کا ہے جو کا ذباً آثما غاد راً خائناً کے تاج دار تھے۔

فقہ دیوبند میں نبی پاک پر تہمت کہ آنجناب نماز میں مس ذکر فرماتے تھے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مجتبیٰ ومنقول از استقصاء الافحام ص۴۲۸

ان رجلاً قال یارسول اللہ انی احتککت فی الصلوٰۃ فاصابت یدی فرجی فقال النبیؐ وانا افعل الخ

ترجمہ:۔ علی بن عمر بن احمد شافعی دار قطنی اپنی کتاب مجتبیٰ میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریمؐ کے پاس آیا اور عرض کی کہ حضورؐ مجھے نماز میں کھجلی ہوئی اور میں کھجا رہا تھا اور میرا ہاتھ میرے آلہ تناسل کو لگ گیا۔ آنجنابؐ نے فرمایا کہ میں بھی اسی طرح کرتا ہوں۔

نوٹ:۔ دیوبندی احباب اب تو روشن ہو گیا۔ کہ تمہاری فقہ میں بحالت نماز عورت کو چومنا اس کی شرمگاہ کی زیارت کرنا بلکہ عورت کو چومنا اور آلہ تناسل کو اس طرح پکڑنا کہ منی باہر نہ نکلے یہ سب جائز ہے بلکہ آلہ تناسل کو ہاتھ لگانا تو سنت رسولؐ ہے۔

دہلوی دجال کے منہ پر جوتا اور اس کی بدزبان کو لگام

ارباب انصاف محدث دہلوی کا اعتراض بھی آپنے پڑھ لیا اور ہمارا جواب بھی پڑھ لیا کہ فقہ دیوبند عورت کو چومنا بحالت نماز اور اسکو چومنا، اور اسکی شرمگاہ کی زیارت کرنا اور آلہ تناسل کو پکڑنا یہ سب جائز ہے، بحالت نماز [illegible] ہو جانا بھی کتاب اہل سنت مسوی اور موطا سے چند ورق پہلے پیش کیا ہے مزید تفصیلات کے لئے شیعہ مناظرین کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ کتاب لاجواب استقصاء الافحام در جواب منتہی الکلام کی طرف رجوع کریں یہ کتاب لکھ کر علامہ میر سید حامد حسین

فقہ دیوبندی میں ہے کہ حالت نماز میں منی چل کر آلہ تناسل کے درمیان آجائے اور نمازی ذکر اپنا پکڑ لے اور منی نہ نکلے نماز صحیح ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی ص ۱۲۵/۱ باب وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی منہا ۔ وکذا لو صار المنی فی وسط الذکر وھو فی صلوۃ فامسک بیدہ علی ذکرہ فوق حائل فلم یخرج المنی حتی سلم من صلوۃ صحت صلوتہ فانہ ما زال منظہرا حتی خرج ،

ترجمہ :- شیخ الاسلام محی الدین نووی فرماتے ہیں کہ اگر حالت نماز میں منی چل کر آلہ تناسل کے درمیان آجائے اور نمازی اپنے ہاتھ سے آلہ تناسل کو اس طرح پکڑ لے کہ ہاتھ ذکر کو چھوئے نہیں اور ذکر پکڑنے کے بعد منی باہر نہ آئے حتی کہ نمازی سلام پڑھ لے تو اس آلہ پکڑنے والے نمازی کی نماز صحیح ہے ، کیونکہ وہ نماز ختم کرنے کے وقت تک طہارت کے ساتھ رہا ہے ۔

نوٹ : ارباب انصاف لعب ذکر در صلوۃ کا طعن دہلوی دجال نے من گھڑت تحفہ میں درج کر کے اپنی قوم کے جاہلوں سے داد تحسین حاصل کی ہے ۔ اور ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں فقہ دیوبند دیکھئے کہ مسلم ہے کہ منی اس وقت خارج ہوتی ہے جب آلہ تناسل کھڑا ہو جائے اور آلہ تناسل اس وقت کھڑا ہوتا ہے جب عورت کو پیار کیا جائے یا جب فحش خیالات میں آدمی گم ہو جائے ۔ پس معلوم ہوا کہ دیوبندی احباب نماز میں مناجات پروردگار کے وقت ایسے کام کرتے ہیں کہ حالت نماز میں انکا آلہ تناسل کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر وہ اسکو پکڑ کر نماز تمام کرتے ہیں ،

فقہ دیوبندی بحالت نماز مرد کا عورت کو چومنا اور عورت کا مرد کو چومنا جائز ہے کوئی گناہ نہیں ہے

۱ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی عالمگیری ص ۱۴۳/۱ باب ۷
۲ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی قاضی خان ص ۶۳/۱ کتاب الصلوۃ
۳ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الدر المختار ص ۶۲۹/۱ باب الصلوۃ
۴ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب رد المحتار ص ۶۲۸/۱ باب الصلوۃ
۵ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر لابن ہمام ص ۲۲۰ منقول از استقصاء ص ۴۳۸
۶ ۔ اہل سنت معتبر کتاب سراج وہاج ص منقول از استقصاء الافحام ص ۴۳۸
۷ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب بحر الرائق ص از استقصاء الافحام ص ۴۴۰
۸ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی ظہیریہ ص از استقصاء الافحام ص ۴۴۰

رد المحتار اما لو قبلت المرأۃ المصلی ولم یشتہہا لم تفسد صلوتہ

کی عبارت اگر عورت کسی مرد کو اس کی حالت نماز میں چوم لے اور مرد کو شہوت نہیں ہوئی تو مرد کی نماز صحیح ہے ۔

وذکر فی البحر عن شرح الزاہدی انہ لو قبل المصلیۃ لا تفسد صلاتہا ومثلہ فی الجوہرۃ وعلیہ فلا فرق

علامہ ابن عابدین نے زین الدین بن نجیم المصری کی کتاب بحر الرائق کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر مرد نماز پڑھنے والی کسی عورت کو حالت نماز میں چوم لے تو عورت کی نماز فاسد اور باطل نہیں ہوئی اور یہ فتوی شرح زاہدی اور کتاب الجوہرۃ میں بھی لکھا ہے ۔

فتاوی قاضی اور عالمگیری کی عبادت — ولو قبلت المصلی امرأۃ ولم یشتہہا لم تفسد صلوٰتہ

اور اگر عورت کسی مرد کو حالت نماز میں چوم لے تو مرد کی نماز باطل نہیں ہے بشرطیکہ مرد کو شہوت نہ آئے۔

نوٹ: شیخ رضی الدین بن ابی بکر بن علی بن محمد الحداد البغدادی نے سراج وہاج میں اسی فتوی کو لکھا ہے کہ اگر عورت نمازی کو چومے تو عورت کی نماز باطل نہیں ہے اور اگر مرد بغیر شہوت کے عورت نمازی کو چومے تو عورت کی نماز باطل نہیں ہے اور قاضی محمد بن احمد بن عمر ظہیر الدین البخاری نے فتاوی ظہیریہ میں بھی اس فتوی کو لکھا ہے۔ اور زین الدین بن نجیم مصری نے بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں باقاعدہ بحث کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے مرد اور عورت بحالت نماز جب ایک دوسرے کو چومیں تو دونوں کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

دیوبند کے شیوخ اسلام کو دعوت فکر

مذکورہ حوالہ جات سے چند باتیں روشن ہوگی ایک تو یہ پتہ چل گیا کہ فقہ دیوبند میں بحالت نماز عورت مرد کا ایک دوسرے کو چومنا جائز ہے اور یہ بھی عبادت ہے اور یہ فتوی دہلوی دجال کے منہ پر طمانچہ ہے۔ اور یہ پتہ بھی چل گیا کہ علماء دیوبند اہل سنت عوام کی تمام ضروریات کا خاص خیال فرماتے ہیں یہ عوام اپنے مرشد علی امیر عمر کی طرح بہت شہوت پرست ہیں انجناب کا بحالت روزہ جماع کرنا کنز العمال $\frac{۳۲۷}{۴}$ میں اور بحالت جنابت نماز پڑھنا $\frac{۲۲۲}{۱}$ میں لکھا ہے پس سنی مرد مغیرہ بن شعبہ کی مانند اور انکی عورتیں ہند بن عتبہ کی طرح شہوت پرست تھے پس بچے ہوئے انکی دلجوئی کے لیئے فتوی ساز فیکٹری سے یہ فتوی نکال ہی لیا۔

فقہ دیوبند میں بحالت نماز عورت کی شرمگاہ کی زیارت جائز ہے

١ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی عالمگیری ج $\frac{۱۳۳}{۱}$ باب کتاب الصلوٰۃ

٢ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی قاضی خان ص $\frac{۶۴}{۱}$ کتاب الصلوٰۃ

٣ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر ص ـــ از استقصاء الافحام ص $\frac{۴۳۹}{}$

۴ اہل سنت کی معتبر کتاب سراج وہاج منقول از استقصاء

۵ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی تاتارخانیہ ص منقول از استقصاء

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی بزازیہ ص منقول از زہرا ثنا عشریہ ص $\frac{۱۶۸}{۹}$

قاضی خان کی عبادت — وکذا لو نظر المصلی الی فرج امرأۃ بشہوۃ حرمت علیہ امہا و ابنتہا ولا تفسد صلوٰتہ وکذا لو نظر الی فرج المطلقۃ طلاقاً رجعیاً عن شہوۃ یصیر مراجعاً ولا تفسد صلوٰۃ

ترجمہ :- اگر کوئی دیوبندی نمازی کسی عورت کی شرمگاہ کو بحالت نماز شہوت کے ساتھ دیکھے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی مرد پر حرام ہے اور اگر دیوبندی کسی عورت کو طلاق دے کر چکے بعد وہ رجوع بھی کر سکتا ہو اور پھر اس طلاق دی ہوئی عورت کی شرمگاہ کو حالت نماز میں شہوت کے ساتھ دیکھے تو وہ عورت بھی اس پر حلال ہو جائے گی اور نماز بھی باطل نہیں ہوگی۔

نوٹ: یہ فتوی بھی دہلوی دجال کے منہ پر طمانچہ ہے یہ فتوی ہے یا کوئی چیز ہے سبحان اللہ دل کی آنکھیں انوار قدس کی زیارت کریں اور ظاہری آنکھیں دیوبندن کی شرمگاہ کی زیارت کریں۔ بیک وقت دو عبادتیں کیا اس فتوی پر صحابہ کرام بھی عمل فرماتے تھے۔ کیا یہ سنت ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ ہے کیسا ہی دیوبندی اسلام ہے۔

فقہ دیوبند میں گائیدن زن یعنی حالت نماز میں عورت کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے اور انزال نہ ہو تو نماز بھی صحیح ہے

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی عالمگیر صہ ۱۴۳/۱ باب
۲ - اہل سنت کی معتبر کتاب فتاوی قاضی خان صہ ۶۴/۱ کتاب الصلوۃ
۳ - اہل سنت کی معتبر کتاب رد المختار صہ ۶۲۸ کتاب الصلوۃ
۴ - اہل سنت کی معتبر کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق منقول از استقصاء الافحام در جواب منتہی الکلام صہ ۴۳۹ مؤلف علامہ حامد حسین رحمۃ اللہ علیہ -

بحر الرائق کی عبارت وکذا لو جامعها فیما دون الفرج من غیر انزال بخلاف النظر الی فرجها بشهوة فانه لا یفسد علی المختار کما فی الخلاصة ۔ (ترجمہ) امام اہل سنت زین الدین بن نجیم المصری نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی اہل سنت کسی عورت کے ساتھ حالت نماز میں شرمگاہ کے علاوہ جماع کرے اور حالت جماع میں اس کی شرم گاہ کو بھی نہ دیکھے تو فتویٰ مختار یہ ہے کہ اس طرح عورت چودنا نماز کو فاسد اور باطل نہیں کرتا اور یہ بات کتاب خلاصہ میں بھی ہے۔

دیوبند کے پوپ پالوں کو دعوت انصاف

یہ مسئلہ بے شک اہل سنت میں اختلافی ہے جیسا کہ مذکور چار کتب میں سے پہلی تین میں یہ لکھا ہے اگر مرد نماز پڑھتی ہوئی عورت کی رانوں میں جماع کرے اور اگرچہ عورت کی فرج سے رطوبت نہ نکلے تو اس کی نماز باطل ہے اور بحر الرائق میں لکھا ہے نماز باطل نہیں

قوم معاویہ کا مذہب شیعہ پر ایک بہت بڑا اعتراض کہ علیؑ کے شیعہ دو نمازیں ملا کر پڑھتے ہیں

شیعیان علیؑ کے خلاف لوگوں میں نفرت پھیلانے کے لئے ابو سفیان اور مروان کی روحانی اور نجس اولاد نے یہ پراپگنڈہ بھی کیا ہوا ہے کہ علیؑ کے شیعہ دو نمازیں ملا کر پڑھتے ہیں اور یہ ڈفلی شاہ عبد العزیز نے اپنے تحفہ اثنا عشریہ میں بھی بجائی ہے اور پھر فقہ معاویہ کے کئی عدد ڈوم اس ڈفلی پر ڈانس کرتے ہیں، اور اب ہم اس اعتراض کی چیر پھاڑ کر کے قوم معاویہ کو دعوت فکر دیتے ہیں،

جواب دو نمازیں ملا کر پڑھنے کی اجازت قرآن پاک میں موجود ہے

قرآن مجید پ ۲ سورہ بقرہ آیت ۱۸۵

یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر

ترجمہ، خدا تمہارے لئے آسانی کرنا چاہتا ہے اور سختی نہیں کرنا چاہتا

نوٹ، ارباب انصاف اگر دو نمازوں کو ملا کر پڑھا جائے تو آسانی ہے، اور اللہ پاک بھی قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ خدا تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، پس قوم شیعہ کا عمل کہ دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا قرآن پاک کے مطابق ہے اور سنی ملاں کی شیعوں کے خلاف اس مسئلہ میں عوعو قرآن پاک کی مخالفت ہے،

ہم شیعہ لوگوں کا قرآن پر عمل کرنا، اور سنی ملاں کا اس سے جگر پھٹ جانا اللہ خیر کرے،

جوابِ دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا سنت رسول اللہ ﷺ

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص ۲۶۴ ج ۱

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۱۴۹ ج ۲ باب الجمع فی السفر

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح ترمذی ص ۲۶ ج ۱

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح سنن ابی داود ص ۲ ج ۲

۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح سنن ابن ماجہ ص ۷۶

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح سنن نسائی ص ۲۸۵ ج ۱

صحیح مسلم کی عبارت عن ابن عباس قال صلی رسول اللہ الظہر و العصر جمیعاً بالمدینۃ فی غیر خوف ولا سفر۔ فقال اراد ان لا یحرج احد من امتہ

ترجمہ، ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے بغیر کسی خوف کے اور بغیر کسی ارادہ سفر کے مدینہ شریف میں ظہر اور عصر کی دو نمازیں ملاکر پڑھیں ہیں، اور اسکی وجہ یہ ہے کہ آنجناب چاہتے تھے، کہ انکی امت کے کسی فرد پر تنگی نہ آئے،

نوٹ، ارباب انصاف اللہ پاک نے قرآن پاک میں کسی جگہ بھی دو نمازیں ملاکر پڑھنے سے روکا نہیں ہے، اور خود نبی کریمؐ بھی بارش خوف، سفر جیسے عذروں کے بغیر بھی دو نمازیں ملاکر پڑھتے رہے ہیں اور اس پر صحابہ کی گواہیاں بھی موجود ہیں، ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں صحابہ سچے ہیں اور دو نمازیں ملاکر پڑھنے سے جن سنی مولانا صاحبان کا جگر پھٹتا ہے، انکے نزدیک صحابہ جھوٹے ہیں،

پس دشمن صحابہ خود سنی ملاں ہیں،

قوم معاویہ کا علیؑ کے شیعوں پر یہ اعتراض بھی ہے کہ یہ دو نمازوں کو ایک آذان سے پڑھتے ہیں،

جواب، دو نمازوں کو ایک آذان سے پڑھنا سنت رسول ہے

اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص ۲۴۲ ج ۴
اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص ۵۷ ج ۳

کنز العمال کی عبارت ہے | عن جابر ان النبی جمع بین الظہر والعصر باذان واقامتین،

ترجمہ: جابر صحابی کہتا ہے کہ نبی کریم نے ظہر اور عصر کی دو نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامت کے بعد ملا کر پڑھا ہے

نوٹ: ارباب انصاف دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا اور انکو ایک اذان سے پڑھنا یہ مسئلے کوئی قابل اعتراض نہیں ہیں، کیونکہ یہ باتیں سنی بھائیوں کی کتابوں سے بھی ثابت ہیں،

بات دراصل یہ ہے، کہ ہم شیعہ لوگ نبیؐ کے بعد امام برحق مولا علیؑ کو جانتے ہیں، اور انکے ہو بجہ صاحب کو ہم امام برحق نہیں مانتے ہیں اس وجہ سے قوم معاویہ کے دل ہمارے بارے سیخ بغض پر کباب ہوتے رہتے ہیں، اور پھر وہ ہمارے خلاف جھوٹے پراپگنڈے کے مرہم کو اپنے زخمی اور جلے ہوئے دل پر لگا کر صرف چند دن دنیا میں زندہ رہ کر واصل جہنم ہوتے ہیں،

حضرت علیؑ کی نماز سے لوگوں کو نبی کریم کی نماز یاد آئی تھی،

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۱۵۳ ج ۱ باب اتمام التکبیر
مطرف بن عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی جب حضرت علیؑ سجدہ فرماتے تھے یا سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو تکبیر کہتے تھے جب نماز فراغت ہوئی تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ قد ذکرنی ھذا صلوٰۃ محمدؐ او قال صلی بنا صلوٰۃ محمدؐ کہ حضرت علیؑ نے محمدؐ مصطفےٰ کی نماز ہمیں یاد دلائی ہے، یا اس طرح کہا کہ حضرت علیؑ نے محمدؐ مصطفےٰ والی نماز ہمیں پڑھائی ہے،

نوٹ۔ ارباب انصاف امام اہل سنت محمد بن اسماعیل بخاری کی مذکورہ رپورٹ اس امر کا ٹھوس ثبوت ہے کہ سپاہ صحابہ نے اسلام میں خصوصاً نماز میں بہت سی تبدیلیاں کی ہیں

ہمارا آخری بند اور دعاء

ارباب انصاف وکلاء صحابہ کو ہم ایک بار پھر چیلنج کرتے ہیں کہ سنو اور کان کھول کر سنو تمہارے صحابہ نے دین اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے، اور اسکا ٹھوس ثبوت یہ ہے کہ تم میں کوئی تو حنفی ہے اور کوئی شافعی ہے اور کوئی مالکی ہے اور کوئی حنبلی ہے اور کوئی اہل حدیث ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے جو صحابہ صحابہ کا رٹہ لگایا ہوا ہے انہیں صحابہ کا دین کے بارے اختلاف ہے اور ایک دوسرے پر انہوں نے منافق اور کافر ہونے کے فتوے لگائے ہیں اور سیرت صحابہ میں اتنے چھید ہیں کہ قیامت تک انکی اصلاح ناممکن ہے، اگر کوئی نجات چاہتا ہے تو در علیؑ بن ابی طالبؑ پر آ جائے،

تمت بالخیر، ۱۳/۱۰/۹۱ شیر پاکستان خادم مذہب حقہ غلام حسین نجفی